



## حرفِ مسرت حزب الانصار

(دین کے مددگاروں کا کردار)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تعلیمی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بھیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مرمت دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جگہ مدارس غریبہ کا قیام دارالمبلغین سالانہ تعلیمی کانفرنس شریعت ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل مساعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بھیرہ سے شائع ہوتا ہے - حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب دارین حاصل فرمائیں -

افتخار احمد بکوی کان اللہ

امیر حزب الانصار بھیرہ پنجاب

پیامِ گرامر حضرت مولانا الحاج محمد صابو کوئی در اللہ مرقیہ

تحت لادارہ

مولانا الحاج افتخار احمد صابو کوئی امیر حزب الانصار بھیرہ

مدیر مسئول

غلام حسین

غلام سلانہ

عوامل -  
معاونین -  
طلبہ -



سالانه خفیه

معائنہ  
غیر مالک سے

سالانه خمیده

عوام سے  
طلب سے  
فی پیر

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

منہجانب

حزب الانصار بحیره

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

(۱) اندرون و بیرون حلقوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔  
 (۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم دینیہ۔  
 (۳) جریۃ قتل اسلام کا اجراء۔ (۴) دارالعلوم عربیہ جامع مسجد میرہ جو اپنے مختلف شعبوں ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے۔ (۵) مبلغین کے ذریعہ کف کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے۔  
 (۶) سالانہ عظیم الشان کانفرنس۔ (۷) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے سہرا سالانہ تبلیغی دورہ۔ (۸) کتب خانہ۔ (۹) جامع مسجد میرہ کا عرصہ۔  
 (۱۰) کتب خانہ۔ (۱۱) جامع مسجد میرہ کا عرصہ۔

جریہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ ہر گز نبی آدمی کی طرح تاریخ کو باندی وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضاف میں ہر راہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔  
 ۲۔ دیر کا مضمون نگار صاحبان کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں۔  
 ۳۔ ارکان حزب الانصار کے نام بڑیہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ روگنیت کم از کم چار آنہ یا مواد یا تین روپے سالانہ مقدور ہے۔  
 ۴۔ عام سالانہ چندہ کے لئے معاہدین سے کسر، طلب سے کسر، نمونہ کا پرچہ ہر گز کٹ موصول ہو کر بھیجا جاتا ہے۔  
 ۵۔ رسالہ باقاعدہ تاریخ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے دینے کی ۲ تاریخ تک اطلاع موصول ہونے پر رسالہ واپس بھیجا جاتا ہے۔ چالیس روپے کی کمی صورت میں فز زعمہ وار ہوگا۔  
 ۶۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا کٹ آنا چاہئے۔ ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی فضل الحق عبدالجبار صاحبان کشن ایجنس رائے نواب مسجد شریف بمبئی دہشتان کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ دے، ہر گز ڈاک اور خطوط پر تک ہوں گے۔  
 جملہ خط و کتابت و ترسیل سر بنام غلام حسین ایڈیٹر مہاجر شمس السلام بھیر بھار، ہونی چاہئے

مشرح نشان

**سرخ نشان** ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کار سالہ بند  
 وی فی اس سال ہوگا۔ جس کے نام و اجازت سے یہ تحریر کیے ہوئے ہیں کہ آپ اپنا  
 چندہ بذریعہ منی ڈپازٹ یا بینک خزانہ وصول فرمادیں۔ خوار و می فی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارہ کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و  
 کتابت کرتے وقت فریاد یا نمبر کا حوالہ ضرور دیں + (غلام حسین مینا کے رسائل شریعت الاسلام)

۷۸۹

# شخص اسلام

ہفت

(بھیرہ)

جلد ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۲ء مطابق اپریل ۱۹۵۲ء شمارہ ۴

## فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	مضمون
۴	ادارہ	بزم انصار
۹		شہادت
۱۲	مولانا سید ستیاج الدین صاحب کاملا غیسل	پنجاب اسبلی میں قانون میراث میں ترمیم کا منصوبہ
۲۱	مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم امرتسری	ذکر معراج شریف
۲۳	مولانا محمد امین صاحب کوٹلی جھنگوی	آخری السام
۲۵	مولانا سید حسین الدین صاحب	آمنہ کلالہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۹	سان القوم جناب داغ صاحب جوپوری	چار یار رحمہ (نظم)
۳۰	ادارہ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بچوں کا صفحہ)
۳۱		دقت ازمانہ (اخبار عالم)

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نظام حسین ..... مطلوبہ شافی برقی پریس سرگودھا ..... قلمیہ "شخص اسلام" جامعہ محمدیہ

# وکیل کی سرکاری نمائندگی

## نہم انصار

### حاجہ انصار

کامیاب فرمایا گیا۔

مولانا کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے عاجز کارکنوں کی مساعی جمیلہ کو یا ثبوت من کل رفیع عینق کے ثرؤہ جانفزا سے خوشند فرمایا۔ خلاف توقع جلسہ اور جلوس کو اس قدر رونق بخشی کہ ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے، کہ ایسا جلسہ اور جلوس آج تک بھیرہ میں نہیں ہوا۔ فلاح اللہ علیٰ ذی اللہ۔

### استقبال

پانچویں مارچ ۱۹۷۷ء بروز جمعہ المبارک علماء کرام کے استقبال کے لئے حسب دستور سابق جان نثاران اسلام گروہ درگروہ دس بجے ہی اسٹیشن پر پہنچنے شروع ہو گئے۔ گیارہ بجے اسلامیہ سکول بھیرہ کے کئیچہ معصومانہ انداز میں حمد بادی الاچھے ہوئے رنگ برنگ جھنڈیاں ہاتھوں میں تھامے اسٹیشن پر پہنچے۔ جب ساڑھے گیارہ بجے کے قریب گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی، تو سرائیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا منظر تھا۔ نعرۂ تکبیر، اسلام زندہ باد، حزب الانصار زندہ باد کے نعروں سے علماء کرام کا استقبال کیا گیا۔

اس ٹرین پر تشریف لاتے والے حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب لہی، مولانا فضل احمد صاحب تلہ گنگ، مولانا ذراحد صاحب کیمل پور، حضرت علامہ مولانا محمد منیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مو من، مولانا کریم بخش صاحب کو ہار پناٹے گئے۔ اور ٹھیک پونے بارہ

تبلیغی کانفرنس مجلس مرکزی حزب الانصار کی چوبیسویں سالانہ تبلیغی کانفرنس

۱۲، ۱۳، ۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو مقرر کی گئی تھی۔ اشتہارات تقسیم ہو چکے تھے۔ کہ اچانک بھیرہ میونسپل کمیٹی کے انتخاب کی تاریخ کا اعلان ۸ مارچ سے لیکر ۱۳ مارچ تک ہو گیا۔ یہ تاریخیں جلسہ سالانہ کی تاریخوں سے متصادم ہوتی تھیں۔ ان حالات میں جبکہ شہر میں ہنگامی حالات درپیش ہونے لگے تھے، تو کارکنان حزب الانصار یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے، کہ کیا ان حالات میں جلسہ سالانہ کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس سوچ و بچار کے لئے مجلس شورٰی طلب کی گئی۔ تو بالاتفاق یہ فیصلہ قرار پایا کہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں تبدیل کر دینی چاہئیں۔

اگرچہ یہ طے پا چکا تھا کہ تاریخیں تبدیل کر دی جائیں مگر سب سے اہم مشکل یہ تھی کہ دورہ دراز تک اشتہارات جلسہ پہنچ چکے ہیں۔ اور نئی تاریخوں کی تشریح کے لئے نئے اشتہارات طبع کرانے اور ان کے تقسیم کرانے میں تکلیف کا سامنا ہے۔

باوجود ان تکالیف کے تو کل علی لہذا کرتے ہوئے نئے اشتہارات طبع کرائے گئے۔ اور طویل وقت میں اشتہارات پنجاب کے گوشہ گوشہ میں پہنچائے گئے۔ للہجی منا والا تمام من اللہ کے ماتحت اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے نتیجہ خد پر پھوٹ دیا۔ کہ کار ساز حقیقی



بچے جلوس سٹیشن سے روانہ ہوا۔

جلوس کا نظارہ قابل دید تھا۔ سب سے آگے ٹانگے پر نوبت بجاتی جا رہی تھی۔ جو اپنی بلند صدا سے کہہ رہی تھی کہ نائبان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اس کے بعد اسلامیہ سکول کے بچے تھار در قطار اپنے اساتذہ کی سرپرستی میں چل رہے تھے۔ اور ذوق و شوق سے حمد باری کرتے ہوئے جب رنگ برنگ جھنڈیوں کو ہوا میں لہراتے تھے۔ تو ایک دلفریب سمان بتاتا تھا۔

ان بچوں کے بعد امیر حزب الانصار حضرت مولانا افتخار احمد صاحب بگوی گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسلامیہ سکول پنڈ دادن خان کے بچے اپنی زالی شان سے مارچ کر رہے تھے۔ ان بچوں کے بعد نعت خوانوں کی ٹولیاں ذکر آتی کر رہی تھیں۔ ہزاروں زبانیں ساتھ ساتھ رہی تھیں۔ تو بازاروں میں کلمہ پاک کے ذکر سے یوں معلوم ہوتا تھا، گویا ملائکہ قدس بارگاہ ربوبیت کے سیارین فرشتے افواہ و برکات کی بارش کر رہے ہیں۔

اس ہزار ہائے مجمع کے بعد علماء کرام ٹانگوں پر سوار تشریف لائے تھے۔ دکانوں اور چیتوں پر کھڑے ہوئے لوگوں کے سلاموں کا جواب ہاتھ اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے۔ جب جلوس کھلے میدان سے ہوتا ہوا بازار میں داخل ہوا تو بازار دہن نو کی طرح آراستہ اپنی آب و تاب پیدا کر رہا تھا۔ جگہ بہ جگہ دروازے لگا کر عقیدت کے پھول پیش کر رہے تھے۔ بازار میں تاحہ نگاہ انسانوں کا اٹھا اٹھا اٹھا رہا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔

نماز جمعہ حضرت علامۃ العصر مولانا محمد حنیف صاحب نے پڑھائی۔ جامع مسجد کا وسیع صحن جو پنجاب کی مساجد

میں شاہی مسجد لاہور کے دوسرے نمبر پر ہے، اتنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گیا۔ اور کافی نمازیوں کو بیرون مسجد نماز ادا کرنی پڑی۔

**افتتاحی کلمات** | تلاوت قرآن مجید کے بعد امیر حزب الانصار فلک سنگھ

نہروں میں کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا، اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں توفیق مرحمت فرمائی۔ کہ ہم سب اکٹھے ہو کر نائبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سن کر اپنے ایمان کی مرجھاتی ہوئی کھیتی کو سرسبز کریں۔ اور خوشنودی آگئی حاصل کریں۔

میرے بزرگوار میرے بھائیو! آپ کی بھاحت حزب الانصار کا یہ چوبیسواں سالانہ جلسہ ہے۔ انشاء اللہ عزیز تین روزہ اجلاس ہوں گے۔ اور مدعوین، علماء و کرام اپنے اپنے وقت پر تشریف لا کر اپنے مواظظہ حسنہ سے مستفید کرینگے۔ میں آپ حضرات کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جو حضرات باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ وہ حسب دستور سابق حزب الانصار کے حمان ہیں۔ ان کے طعام کا بندہ بت حزب الانصار کی طرف سے مفت ہوگا۔ اسلئے کوئی صاحب ہوٹل وغیرہ سے کھانا نہ کھائے۔ حزب الانصار کے بانی حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی نور اللہ مرقدہ نے مجلس کے ماتحت چند شعبے قائم کئے تھے۔ ان میں پہلا شعبہ دارالعلوم کلا ہے۔

**دارالعلوم عزیزیہ** | جس میں یم اور غریب بچے قرآن کریم اور اور دینی کتب حدیث

شریف تک پڑھ کر عالم بن کر نکلتے ہیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ دارالعلوم میں اس وقت کافی طلبہ مصروف تعلیم ہیں۔ جن کے اخراجات مبلق و طبق، قیام و طعام کا مدرسہ

عوام الناس کو قرضات میں نہ ڈالیں۔

**اجلاس دوم** ہر بعد از نماز عشاء شروع ہوا۔ اور

اس اجلاس میں مولانا عبد الحکیم صاحب اور مولانا کریم بخش صاحب نے اپنی تقاریر دلپذیر سے مجمع کو مسحور کیا۔

**اجلاس سوم** ہر سنیچر وار تیار پنج ۷ بجے صبح

آٹھ بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا نور محمد صاحب

کھیل پوری، مولانا اللہ یار صاحب جکوالوی، مولانا امیر الدین

صاحب جلال آبادی نے تقریریں کیں۔

**اجلاس چہارم** ہر اس اجلاس میں فاضل فوجوان

مولانا منظور احمد صاحب نارووال نے تقریر فرمائی۔

**اجلاس پنجم** ہر بعد از نماز عصر شروع ہوا۔

اس اجلاس میں مولانا از مغرب تک مولانا نور محمد صاحب

ایمن آبادی نے اپنے موضوعات حسنہ سے مستفیض کیا۔

**اجلاس ششم** ہر بعد از نماز عشاء منعقد ہوا۔

جس میں مولانا فضل الحق صاحب، مولانا محمد امین صاحب

جھنگوی، مولانا عبد الحکیم صاحب، مولانا امیر الدین صاحب

جلال آبادی اور غلیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد صاحب

نے فلک شگشا تقریروں میں تقریریں کیں۔

**اجلاس ہفتم** ہر روز آیت مار تیار پنج ۷ بجے

صبح آٹھ بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا

عبد الحق صاحب پتوکی اور محترم مولانا قاضی احسان احمد

صاحب شجاع آبادی نے بسوط تقریر فرما کر لوگوں کو اتباع

سنت پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

یہ اس صبح آٹھ بجے سے شروع ہو کر ڈیڑھ

بجے تک رہا۔ آخر اجلاس میں امیر حزب الانصار نے

علماء کرام اور مشائخ عظام کا مشکوٰۃ ادا کیا۔ کہ جنہوں

نے اپنا قیمتی وقت مرحمت فرما کر کارکنان حزب الانصار کی

کفیل ہے۔ آپ حضرات اس کی سرپرستی و کفالت، صدقات

خیر سے کرتے رہیں۔ تاکہ یہ دینی ادارہ جسکی مستقل آمدن

ایک پیمبر بھی نہیں، خدمت دین کرتا ہے۔۔۔ یہاں سے

ہر سال علماء اور حفاظ کی جماعت تیار ہو کر نکلتی ہے۔

بجاء اللہ تعالیٰ حزب الانصار کی

**دوسرا شعبہ تبلیغ کا ہے** سرپرستی میں سالانہ دورہ ہوا

کرتا ہے۔ یہ سالانہ کانفرنس اس ادارہ کا نتیجہ آپ کے سامنے

ہے۔ دعا فرمائیں، اللہ کریم کارکنان حزب الانصار کو خدمت

کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حزب الانصار ہر سال

باجوہ دگرانی کاغذ کے

مذہب باطلہ کے رد میں پمفلٹ اور رسائل شائع کرتی رہتی

ہے۔ اس وقت ”بنیام حق“، ”تفسیر آیت مباہلہ“

”تفسیر آیت امامت“ وغیرہ مل سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ

سراسر علمی شمس الاسلام ماہنامہ طبع ہو کر ملک کے

اطراف میں پہنچتا ہے۔ آپ اس کی سرپرستی فرمائیں۔ اور

احباب کو بھی اس دینی رسالہ کی خریداری کی تلقین کریں۔

اتنا بڑا کام بغیر آپ حضرات کی توجہ کے نہیں چل

سکتا۔ آپ حضرات ادارہ کی کامیابی کے لئے دعا اور دعا

فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

**اجلاس اول** ہر زیر صدارت حضرت مولانا

محمد حنیف صاحب شروع ہوا۔ آپ کی صدارت میں مولانا

فضل احمد صاحب نے نہایت عالمانہ بسوط تقریر فرمائی

ہوئے عوام الناس کو عقائد صحیحہ کی تلقین فرمائی۔ اور صاحب

مدبر نے پوتے کی میراث پر فاضلانہ تبصرہ کرتے ہوئے

ان لوگوں کو متنبہ کیا۔ کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی

شریعت مطہرہ کو مشعل راہ بنائیں۔ اور من مانی کر کے

حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور ان تمام محاذین و محدین کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے ہمارے درجہ، سطح و سبب کی طرف سے کامیاب کرنے کے لئے امکانی امداد فرمائی۔

ہمارے غیر پر جلسہ بھیرو خوجی ختم ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

**ایکشن** میونسپل کمیٹی بھیرو کا ایکشن بارہ سال کے بعد ہوا۔ اس عرصہ سے ہی نہیں

بلکہ عرصہ پچیس تیس سال سے میونسپل کمیٹی پر شیخ فضل حق صاحب قابض چلے آئے تھے۔ ان کے دور

حکومت میں بلدیہ کی اصلاح کی طرف توجہ دینا تو کہا، غریب عوام پر مختلف ٹیکسوں کا بوجھ ناقابل

برداشت لگایا گیا۔ ان میں سے اہم ٹیکس جس پر غریب نے انگریزی وہ ہاؤس ٹیکس تھا۔ بھیرو جیٹا شہر جہاں

ہاگ مکان اپنے مکان کی حفاظت اپنی گھر سے دے کر کرتے تھے، کہ ہماری عدم موجودگی میں مکان کھلا

ہے۔ ان مکانوں پر ٹیکس لگا کر امیر کو سوچنے پر مجبور کیا۔ اور غریب جس کی پونجی یہی ہے، کہ دن کو

مزدوری کی۔ اور رات کو آگر ہال بچوں کو کھلا دیا۔ جن کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا دستیاب نہیں، پیٹ کی

آگ بجھانے کا مسئلہ ہر وقت درد سر بنا ہوا ہے۔ اگر قدمے تمام دسکون میر تھا، تو اپنے جھونپڑے میں۔

لیکن میونسپل کمیٹی نے اس پر ہاؤس ٹیکس لگا کر ایک نئی مصیبت میں ڈال دیا۔ اگر جائز ہاؤس ٹیکس ہوتا تو

بہر قابل برداشت تھا۔ مگر ناجائز ٹیکس نے تو پریشان کر دیا۔

ان حالات میں غریب نے سوچا کہ تیس سال کے دور حکومت میں شیخ صاحب نے ہمارے لئے کیا

کام کیا، کہ جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں ان کے سامنے

جھکیں۔ کیا انہوں نے ہماری غربت دور کرنے کے لئے کوئی کارخانہ یا ریل بنوائی ہے؟ کیا انہوں نے ہماری صحت

کی بحالی کے لئے ہسپتال کی حالت کو درست کیا ہے؟ کیا انہوں نے تعلیمی حالت کو درست کرنے کے لئے میونسپل

کمیٹی کے سکولوں کو درست کیا ہے؟ کیا انہوں نے شہر کو غلاظت اور گندگی سے صاف کر کے شہر کو طیر یا سے

نجات دلائی ہے؟ کیا انہوں نے کبھی بھولے سے دینی خدمت ہی سرانجام دی ہو؟

اب جبکہ ان سب کا جواب نفی میں تھا، تو غریب بیدار ہوا، اور نعرہ لگایا، کہ سابقہ قیادت تبدیل کر دیں گے۔

اور اپنی زندگی کو خود سنواریں گے۔ یہ الفاظ جادو بھرے تھے۔ جنہوں نے تمام شہر میں آگ لگا دی۔

غریب کی نگاہ اٹھی، تو ان لوگوں پر جنہوں نے حضرت ختم المرسلین رسول برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ناموس کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ شہر کے غریب اور معزز خاندانی لوگوں نے بھی اس کی تائید کی۔

فیصلہ یہ ہوا، کہ بلدیہ بھیرو کے انتخابات کی قیادت مولانا افتخار احمد صاحب جگہی کو دی جائے، اور ان کو مجبور

کیا جائے، کہ آپ اپنے نمائندے کھڑے کریں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے اس اعزاز کو بطیب خاطر قبول کرتے

ہوئے نعرہ لگایا۔ سلطان جہور کا آنا ہے زمانہ !!! جو نقش کمن تم کو نظر آئے مشادو

اللہ جل مجدہ پر توکل کرتے ہوئے مولانا افتخار احمد صاحب نے نمائندے منتخب کر لئے۔ اور ان کے ناموں

کا اعلان کر دیا گیا۔ غریب تعادلوں کے لئے کربتہ ہو کر میدان میں نکلا۔ مخالف نے ہر امکانی داؤد اپنے ترکش کے تمام تیر

میں نکلا۔ مخالف نے ہر امکانی داؤد اپنے ترکش کے تمام تیر

وارڈ نمبر	امیدوار	تعداد ووٹ	مقابل امیدوار	تعداد ووٹ
۱۳	دین محمد چوہدری	۵۳۱	محمد شریف	۹
۱۴	خواجہ آفتاب احمد	۳۸۲	محمد یوسف	۱۰۶
۱۵	رشید احمد	۳۹۳	محمد عمر خواجہ	۷
۱۶	حسن علی	۳۰۱	عبد الکریم	۲۷۱
			غیاث الدین	۱۰۸
			غلام نجفین	۱۶۲

استعمال کئے۔ مگر جو بھی تیز نکالا۔ وہ ڈنگ آلودہ نظر آیا  
غریب میں ایسی سیاسی بیداری کہ جس کی توقع ابھی اور  
دس سال بعد پیدا ہونے کا خیال تھا۔

مولاکریم کی رحمت نے تعاما۔ عوام ان سس کو  
استقامت بخشی۔ آخر ایک دن آگیا کہ ہر کس و ناکس  
سے سنا کہ قیادت تبدیل ہو گئی ہے۔ ان اللہ لایغیر  
ما بقوم محتئ یخیر واما بانفسہم۔

**بلدیہ بمیرہ کے انتخابات کا مکمل نتیجہ**  
منقول از اخبار "نظام نو" مندرگودھا

وارڈ نمبر	امیدوار	تعداد ووٹ	مقابل امیدوار	تعداد ووٹ
۱	پیر نعمت اللہ	۵۶۸	حکیم سردار محمد	۱۹۱
۲	مولوی کریم برکت احمد بگوسی	۲۱۷	حکیم غلام تھری	۱۶۲
۳	سید عاشق حسین	۳۰۲	حکیم محمد فضل الرحمن	۱۳۰
۴	پیر بد الامیر	۲۷۶	پیر گل محمد عرف مطالب	۲۱۱
۵	پیر تاج الامیر	۲۸۹	غلام رسول	۲۵۸
۶	محمد افضل	۱۱۷	محمد عبداللہ	۲۵۷
۷	محمد افضل پراچہ	۱۶	محمد افضل پراچہ	۲۵۹
۸	ومیر احمد پراچہ	۲۵۳	شیخ فضل حق	
۹	شیخ فضل الہی	۱۷۶	سکند شاہ	۲۹۳
۱۰	ممتاز الہی	۳۳۲	عبدالرشید	۳۰۹
۱۱	شیخ محمد اسلم	۵۶۶	عبدالرشید خواجہ	۸۰
۱۲	حمید حسن	۲۵۱	شوکت علی	۳۱۷
			رفیق محمد	۲۲

اس انتخاب میں تین اصحاب شیخ محمد اسم صاحب ،  
پیر بد الامیر صاحب ، حکیم برکات احمد صاحب ایسے تھے  
جنہوں نے تحریک کے ایام میں قید و بند کی صعوبتیں  
برداشت کی تھیں۔

مزید براں اس انتخاب سے واضح کر دیا کہ اصل طاقت  
عوام ہیں۔ وہ انشاء اللہ عزیز ابھر تے چلے جائیں گے۔

## نوٹ خبری

علی دنیا اور دیندار حلقہ میں یہ خبر  
نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ حضرت علامہ امام  
الہدایت والجامعت مولانا عبدالشکور صاحب کھنوی مدظلہ  
مع اپنے صاحبزادہ مولانا حافظ عبدالسلام صاحب پاکستان  
تشریف لائے ہیں۔ اور انیشیاں مارچ سے تدرنگ میں  
تشریف فرما ہیں۔

شائقین حضرات مندرجہ ذیل مقامات سے حضرت  
موصوف کا پروگرام دریافت کر سکتے ہیں :-

- (۱) الحاج میاں غلام یسین صاحب تاجر یا پوشش تدرنگ  
ضلع کیمیل پور۔ معرفت حاجی محمد یوسف صاحب۔
- (۲) مولانا عبدالسلام صاحب، خانپوال بلاک مٹا۔ لین مٹا۔

باقی صفحہ کے کالم کے نیچے دیکھیں :



# شذرات

(۱۵۱)

۱۹۵۰-۵۱ء تھی۔ لیکن اس کے برخلاف سال رواں میں اداروں کی تعداد بڑھ کر ۴۹۴۲ اور طلبہ کی تعداد ۴۹۴۱۶۱ ہو گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اداروں اور طالب علموں کی تعداد میں ۱۹۴۸ اور ۱۳۰ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ وسطانی و درمیانی جماعتوں میں بھی ترقی نظر آتی ہے۔ ۱۹۴۸-۴۹ء کے مقابلے میں جب کہ اداروں کی تعداد ۱۳۱ اور طلبہ کی تعداد ۴۲۱۵۸۲ تھی۔ آج اداروں کی تعداد ۱۴۲۴ اور طلبہ کی تعداد ۴۹۰۳۸۵ ہے۔ بعد میں ترک تعلیم کی صورت حال کا تجزیہ بھی: طینان بخش ہے۔ ۱۹۵۳-۵۴ء میں کالجوں کی تعداد ۲۱ ہے۔ حالانکہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں یہ تعداد صرف ۱۸ تھی۔ طلبہ کی تعداد میں بھی ۱۹۴۸-۴۹ء کے اعداد کے مقابلے میں ۱۵۸ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ قدرتی طور پر معارف تعلیم میں بھی اسی نسبت سے اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۴۸ء میں ہمارا تعلیمی میزانیہ ۲۴۲ لاکھ تھا۔ ادا شدہ سال کے میزانیہ میں ۴۴۹ لاکھ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ رقم ہر دو سرے محکمے کی رقم سے زیادہ ہے۔ اور غیر تقسیم شدہ صوبے کے ۲۹ ضلعوں کے لئے ۳۱۵ لاکھ کے تعلیمی معارف سے بھی بہتر ہے۔ تاہم ہمارے تعلیمی میزانیہ میں یہ کثیر اضافہ نئے مدارس کی مستقل کمی، موجودہ تعلیمی اداروں میں مزید گنجائش اور اساتذہ کی قلت پر بظاہر اثر انداز ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے ہاں معمول تعلیم کے لئے عظیم الشان جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے

## پنجاب میں ترقی تعلیم کے ادارے

۲۹ فروری ۱۹۵۷ء کو پنجاب وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان لڑکانے سالانہ میزانیہ پنجاب اسمبلی میں پیش کیا۔ اس میزانیہ میں صوبہ کے اندر تعلیم کی ترقی و ترویج کے لئے جو کچھ منظور کیا گیا ہے، اور وزیر اعلیٰ نے تعلیم کے سلسلہ میں جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۹۴۸-۴۹ میں صوبے کی ابتدائی منازل تعلیم میں اداروں کی تعداد ۴۷۸۰ اور ان میں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

دارالعلوم غفریہ: طلبہ کا امتحان ربیع آخری عشرہ میں ہوا۔ امتحان کی تیاری کے لئے طلبہ خوب محنت کر رہے ہیں۔

کارکنان حزب انصار کا خیال ہے کہ سوال سے باقاعدہ مولوی فاضل و رفعتی فاضل کی جماعتوں کا اجراء کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد ذاکر صاحب مولوی فاضل و رفعتی فاضل، فاضل العلوم عزیزی کھنڈا حاصل کر چکے ہیں۔ ثنائین حضرات بذریعہ خط و کتابت تفصیل حاصل کریں۔

تعلیمات: دارالعلوم غفریہ کے درس نظامی میں دس شعبان سے سالانہ رخصتیں ہو رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ پانچ سوال کو دارالعلوم غفریہ کھلے گا۔ پانچ سے لیکر شمارہ شکل تک داخل کھلا ہے گا۔

۹

۱۰۶

۴

۲۴۱

۱۰۸

۱۶۲

ماہ

ایسے

بہترین

سلطنت

تین گے۔

میں یہ

امام

نویس

پاکستان

نگ میں

اسے

تندرنگ

ماہ

لین

اور گو یہ صورت دل خوش کن ہے۔ لیکن یہ اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ ہمارے ذمہ داریاں روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ اور ہمارے موجودہ محدود وسائل پر یہ رول افزوں خرچ بار گراں ثابت ہو رہا ہے۔“

(آفاق ۸ مارچ ۱۹۵۷ء)

ہمارے منصوبہ میں ابتدائی، وسطانی اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں اور درس گاہوں کی تعداد کا بڑھ جانا اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی کثرت اور تعلیمی بجٹ میں یہ اضافہ اگرچہ دل خوش کن ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلا جا رہا ہے کہ ہمارے ہاں معمول تعلیم کے لئے عظیم النظیر جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ لیکن اس رپورٹ کے ساتھ ساتھ وہ رپورٹیں بھی پڑھنی چاہئیں تھیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں علمی معیار دن بہ دن اتھرتا جا رہا ہے۔ اور یہ ناگزیر طور پر گرتا چلا جا رہا ہے۔ اور تعلیمی حالت رو بہ انحطاط ہے۔ یوں تو پہلے بھی میکالے نظام تعلیم کے تحت ان سکولوں اور کالجوں میں اسلامی عقائد و نظریات اور اخلاق و تہذیب کو ذبح کیا جا رہا تھا۔ اور اس تعلیم کے تیزاب میں مسلمان بچوں کی خودی کو ٹائٹیم کے الحاد کی طرف پھیر دی جاتی تھی۔ اور رنگ و نس کے لحاظ سے ہندوستانی، لیکن خیالات و افکار کے اعتبار سے انگریز بنائے جاتے تھے۔ لیکن پھر بھی اتنا تو ہو جانا تھا۔ کہ کچھ کام کے سستے لکڑک لو بنایا ہو جاتے۔ جو کسی قدر خوش اسلوبی کے ساتھ اور کچھ اخلاق کو محفوظ رکھ کر دفتری کام چلایا کرتے تھے۔ مگر تقسیم ملک کے بعد خوابیاں تو وہ سب کی سب باقی ہیں۔ بلکہ ان میں کچھ اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ لیکن جو کچھ اچھا فی کا پہلو تھا۔ اب وہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ طلبہ کا سارا وقت

جذباتی نعروں، ہنگامہ آرائیوں، سیاسی خلفشاروں کھیل کود، لہو و لعب، سینماؤں، تفریح گاہوں، پارٹیوں اور اس طرح کے دوسرے فصول مشاغل میں گزر جاتا ہے۔ اور ٹھوس علمی کام کے لئے نہ وہ وقت دیتے ہوئے ہیں۔ اور نہ دماغ کو متوجہ کرتے ہیں۔ ضرورت تھی۔ کہ ہمارے ملک کے ذمہ دار اس پر غور کرتے۔ اور تدبیریں سوچتے کہ طلبہ میں علمی شوق کس طرح پیدا کی جائے۔ اور علمی معیار کو بلند کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کر دیئے جائیں۔

..... ہے.....  
..... اس تعلیمی بجٹ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے نہایت قابل افسوس بات یہ نظر آتی ہے۔ کہ ساڑھے چار کروڑ کے اس تعلیمی بجٹ میں قرآن و حدیث کے مدرسوں اور تعلیم گاہوں کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں دیہیات کی جو تعلیم ہوتی ہے۔ وہ تو ظاہر ہے کہ درجہ بہ درجہ کم ہوتی ہے۔ اور اس کا وجود و عدم برابر۔ جس طرح انگریزی دور حکومت میں اس کا فائدہ نظام کے اندر دین پڑھنے پڑھانے کا کام لوگ ہذا شقیں برداشت کر کے بھی طور پر کرتے تھے، اسلامی مملکت کے قیام کے بعد بھی اُسی طرح معیبتوں اور شقیوں میں گھر کر کچھ اللہ کے بندے قرآن و حدیث کے مکاتیب و مدارس چلا رہے ہیں۔ کروڑوں کے بجٹ میں اسلامی حکومت کی طرف سے ایک عیہ کی گنجائش ان مدرسوں کے لئے نہیں ہوتی ہے۔  
مثل هذا یذوب القلب من کبر۔ فالی اللہ المشتکی +

**پنجاب پر قرضہ :** مرہراج کو وزیر اعلیٰ نے پنجاب اسمبلی میں بتایا کہ مرکز کی تادمہ اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب کے ذمہ مزید دس لاکھ روپیہ واجب الادا ہے۔ یہ الفاظ دیگر اب صوبائی حکومت پر کل قرضہ کی رقم ایک ارب تین کروڑ روپے ہو گئی ہے۔

(نوائے وقتہ ریج)

یہ قرضہ سودی ہے۔ اور سال بہ سال اس پر سود چڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں کہ معوبہ مقرض ہو اور قرضہ میں کسی کسی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہو۔ اور ساتھ ہی ملک کی ترقی اور ضروری پروگراموں کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہو، معلوم نہیں کہ پھر بھی اس ملک کے ناخداؤں کو اسراف و تبذیر کی کیوں سوچ جیتی ہے۔ اور کفایت شعاری کی بجائے ہر شعبہ میں اور ہر موقع پر بے دریغ کیوں خرچ کیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

[illegible]

**کفایت شعاری کی تلقین** | نئی دہلی کی خبر  
ہے۔ عراج اکل

یہاں پنڈت سروے فیڈریشن آف انڈین جمہور آف  
کامرس کے ۲۷ ویں سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے  
کہا، کہ زیادہ دولت بہت بری ہوتی ہے۔ لیکن اس کی  
غائبی بدتر۔ اس سلسلہ میں دہلی باقی ملک کے لئے اچھی  
مثال ثابت نہیں ہو رہا۔ اور اس کے لئے سرکاری

افسروں اور دوسرے لوگوں پر برابر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کروڑوں عوام کو تو ایک وقت پیٹ بھرنے کو روٹی میسر نہیں۔ اور یہاں ٹی پارٹیاں لاکھ ٹیل

اور دوسری تقاریب منائی جاتی ہیں۔

(نوائے وقت و مباحثہ)

آخر کے جیلے ذرا غور سے پڑھیے۔ ایک غیر مسلم جو کچھ کہہ رہا ہے، کیا یہ اسلام کی تعلیم نہ تھی۔ جس کو اپنانے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ وہ جن کا یہ منصب اور فرض تھا کہ ایسی باتوں کی تعلیم دیا کریں اور بھوکوں کو یاد کر کے مسرفانہ تقریموں کو روکیں۔

اور فاقہ مستوں کے فقر و فاقہ کو پیش نظر رکھ کر  
اہل ثروت کی خرمستیوں کو بند کر دیں۔ اور ان کے شب و  
روز کے قیمتی اوقات کا اکثر حصہ ٹی پارٹیوں اور آرٹ  
ڈانسیوں کے پروگراموں میں خرچ ہوتے ہیں۔ اگر  
کوڑوں عوام کو پیٹ بھرے کے لئے روٹی نہ ملے تو  
نہ ملے سینکڑوں خواص کو تو ایک کھن اور مرغ و پٹاؤ

مراہست بطراز طوقان چہ پاک +

بقیہ صفحہ ۲۔ کی کوشش کی جاے۔

اور رعیت میں سہولتیں پیدا کر دی جائیں۔ ہمدردی  
 تقسیم پروری اور صلہ رحمی کا جذبہ پیدا کر دیا جائے۔

اگر لوگوں کو صحیح طور سے تمام امور و معاملات میں اسلامی اصول برتنے کی عادت ہو جائے۔ دینی تعلیم عام ہو، خدا ترسی اور آخرت کی یاد ہو۔ تو پھر کبھی ایسے حالات پیدا نہ ہوں گے کہ یتیم بچوں کی زندگی قابل رحم ہو جائے۔ اور اگر وہ اصل علاج

• البلاغ

# پنجاب اسمبلی میں قانون میراث میں ترمیم کا مسودہ

## شرعی دلائل سے اس ترمیم کی تردید

(مولانا سید ستیاح الدین صاحب کا کاخیل صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد اٹل پور)

پنجاب اسمبلی میں جو دھری محمد اقبال صاحب چیمہ کی طرف سے مسودہ قانون (ترمیمی) اطلاق مسلم شخصی قانون (شریعت) پنجاب کے نام سے جو مسودہ قانون گذشتہ اجلاس کے موقع پر پیش کیا گیا تھا۔ اور جو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشترک کیا گیا ہے، ہم اس مسودہ قانون کو شرعی نقطہ نگاہ سے ہرگز پسند نہیں کرتے۔ اور اس ترمیم کو خلاف اصول اسلام اور خلاف اجماع متواتر یقین کرتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے رہنے والے تمام مسلمان اہل سنت والجماعت بلکہ شیعہ بھی اپنے مسلک و اصول کے مطابق اس ترمیمی مسودہ کو پسند نہیں کرتے۔ صرف موجودہ زائد کے وہ منکرین حدیث ہی شاید اس کی تائید کریں۔ جن کا مسلک اصول یہ ہے کہ دین اسلام کے تمام مسئلہ اصولوں اور متفقہ مسائل کو محض اپنی آراء و اوجہاء سے بدل دیں۔ اور جن کا اصل مقصد تو دین کی تخریب ہے۔ لیکن روح اسلام اور روح قرآن کے نام سے وہ دین کی ساری عمارت کو ڈھانا چاہتے ہیں۔

چنانچہ منکرین حدیث نے بہت سے دینی اصول و مسائل کو ڈھانے اور بدل دینے کے سلسلہ میں ایک بالکل نیا مسئلہ ”تیم پوتے کی میراث“ کا چودہ سو برس

گذرنے کے بعد پہلی دفعہ نکالا ہے۔ ان منکرین حدیث نے صرف پوتے کو میراث دینے کا مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ اور انہوں نے اپنے زعم باطل میں پوتے کو وارث قرار دینے کی ”دلیلین“ دی ہیں۔ حالانکہ وہ دلائل نہیں، بلکہ الفاظ کی فریب کا دسی اور غلط طور پر جملہ بات ابھانے والے الفاظ ہوتے ہیں۔ اور ان کے استدلال کی ساری عمارت اس پار پڑھنا بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے۔ کہ آج تک امت میں کسی نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ اور آج تک تمام امت نے مظلوم مور پر ظلم و ستم کیا، اور یتیموں کو حق نہیں دیا۔ اور پھر تمام ائمہ کرام اور مجتہدین و فقہاء امت کو طاقت قرار دیکر ان کو سب و شتم سے نوازا گیا ہے۔ لیکن ہم یہاں صرف اس مسودہ قانون کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، جو محمد اقبال صاحب چیمہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ اور جس کی رو سے صرف پوتے کو نہیں بلکہ پوتے پوتی، نواسے نواسی، بھتیجے بھتیجی، بھانجے اور بھانجی کو بھی، دادا، نانا، دادی، مانی، چچا، بھوپھی، خالہ اور داموں کے مال میں سے حصہ ملے گا۔ اصل مسودہ قانون ہی میں ان سب کو وارث قرار دیا گیا ہے۔ اور ترمیمی مسودہ کی رو سے یہ سارے وارث ہوں گے۔ منکرین حدیث صرف ایک پوتے ہی کو مرنے والے باپ کا



قائم مقام بنائے ہیں۔ اور ان کا مسلک یہ ہے۔ کہ اس کے باپ کا جتنا حصہ من سکتا تھا اس کے پوتے کو دیا جائیگا۔ اور چیمہ صاحبہ نے بھونیز پر پیش کی ہے کہ اس مرتبہ کے کو (مرد ہو یا عورت) زندہ فرض کر دیا جائے۔ اور پھر اس کا حصہ نکال کر اس کے نام دیا ہو۔ اور پھر اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس کے بیٹے اور بیٹی کو حصہ دیدیا جائے۔ چونکہ اب تک جو مسئلہ قانون میراث چودہ سو سال سے بلا اختلاف چلا آ رہا ہے، اس میں اس قسم کی ترمیمیں خالص "ایجاد بندہ" اور ہوا و ہوس پر مبنی ہیں۔ اس لئے قانون اسلام میں یہ پیوند کاری اور ترمیم و تفسیر بھی ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر شخص اپنی خواہش اور احساس و جذبات کے مطابق پیوند لگانا چاہتا ہے۔ اور خود ہی کچھ اصول ٹھہر لیتا ہے۔ اور اسی کا نام قرآنی اصول اور روح اسلام رکھ کر اپنے من کا دین بنانا چاہتا ہے۔ چونکہ یہاں زیر بحث چیمہ صاحبہ کا مسودہ قانون ہے۔ اس لئے ہم اس پر بحث کرتے ہیں۔ منکرین حدیث کی توہم تو اس سے بھی بڑھ کر نامعقول ہے اصول ادا محققانہ ہے۔ اور میرث ہوتی ہے ان کف چراغ دہنوں کی جرات پر کہ انہوں نے چیمہ صاحبہ کے مسودہ کو تائید کے لئے "یتیم پوتے کی وراثت" کے نام سے ایک ٹریکٹ بھی شائع کر دیا ہے۔ اور عام لوگوں کو ترغیب دی ہے اور اپیل کی ہے کہ تم اس مجوزہ بل کی تائید ضرور کرو۔ حالانکہ بل میں صرف یتیم پوتا نہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ دوسرے بھی ایسے رشتہ دار ہیں۔ ان کو یہ یقین ہے۔ کہ اگر عام لوگوں کو پورے بل کا اور مجوزہ وارثوں کا پورا پتہ چل جائے تو شاید کوئی

بھی اسکی تائید و تصدیق نہیں کرے گا۔ لہذا صرف یتیم پوتے کا نام لیکر اب اس کی تائید۔ بیکسی کار ونا۔ مگر جذبات کو ابھارا جائے۔ اور یتیم پر دوسری کے جذبات اسلامی سے کام لیکر تخریب قانون اسلام کی جائے۔ مندرجہ ذیل شرعی وجوہ و دلائل کی بنا پر چیمہ صاحبہ کے ترمیمی مسودہ کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ (۱) قرآن مجید میں سورۃ نسا میں جہاں قانون میراث کا ذکر ہے۔ وہاں ممتارک الوالدان ولا قرہون ذکر کیا گیا ہے۔

اور ان آیات کی بنا پر عصبات میں اقربت ایک مسئلہ اصول ہے۔ اور اقرب کے ہوتے ہوئے بعد کو وہ حصہ نہیں مل سکتا جو اس اقرب ہونے کی صورت میں ملے مل جاتا ہے۔ اقرب کے موجود ہوتے وقت بعد کو نہ ملنا یہ قرآن مجید کی رو سے ایک ایسی صاف بات ہے، جس کا انکار وہ منکرین حدیث بھی نہ کر سکے جن کا اصل شیوہ ہی ہر مسئلہ اصول دین سے انکار ہے۔ لیکن اصول کو درست مانتے ہوئے پھر اپنی فطرت کی کبھی سے انہوں نے اقربت کی تشریح ایک قسم کی کر لی۔ تاکہ لوگوں کو مغالطہ نہ لگیں۔ اور انہوں نے پھر جو تشریح کی ہے، وہ چونکہ غیر معقول اور اصول اقربت کے قیادار معنی کے خلاف ہے۔ اس لئے خرید چالاک کی گئی۔ اور کہا گیا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں، یہ نہایت ہی نازک فرق ہے۔ تاکہ اگر کوئی اسکو نہ سمجھ سکے تو مسئلہ کم نزاکت و وقت قرار دے کر اس کو یونہی ماننے پر مجبور کیا جائے۔ صاف بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی رو سے اگر میت کے عصبات میں سے کوئی قریب کا عصبہ بھی موجود ہے، اور بعد

کامیابی، تو قریب والے کو حق مل جائے گا۔ اور چونکہ قریب والے سے کچھ حصہ بچا نہیں، لہذا بعید والے کو کچھ نہ مل سکا۔ اور اسی اصول کی بنیاد پر صدر اول سے سیکر آج تک تمام امت کے ہاں بالاتفاق یہ مسئلہ رہا۔ اور اسے قرآن مجید کے معانی تراجم، الاموال، ابن الاثیر، ابون ہریرہ کی تفسیر سمجھا گیا۔ کہ مثلاً زید کے اگر دو بیٹے تھے۔ عابد اور حامد۔ زید کی زندگی میں حامد فوت ہوا۔ اور اس کا لڑکا راشد یا اسکی لڑکی عائشہ یا اسکی بیوی رہ گئی۔ تو زید کی وفات کے وقت عابد کو حصہ ہونے کی حیثیت سے حصہ کا جو حصہ ہے وہ مل جائے گا۔ اور راشد یا عائشہ یا حامد کے دوسرے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اور ترمیمی مسودہ کی رو سے یہ فرض کیا جاتا ہے، کہ وہ حامد مر نہیں، بلکہ زندہ ہے۔ زید کے مال میں سے اسے حصہ دیا گیا۔ اور حصہ زید کے بعد پھر اسے مردہ قرار دیا جائے گا۔ اور پھر اس کا وہ حصہ اس کے بیٹے راشد اور بیٹی عائشہ وغیرہ کو دیا جائے گا۔ تو ترمیمی مسودہ کی بنا پر تقسیم وراثت یقیناً اس اصول الاقرب فلا اقرب کے خلاف ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر وہی افراد سے باقی ماندہ مال سارا عابد کو بانٹا جائے۔ اور ترمیمی کی رو سے راشد و عائشہ وغیرہ کو جو میریت زید سے دور تھے، اس کے ساتھ برابر حصہ دار کر دیا گیا۔

(۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے بارے میں جو فیصلہ فرمایا ہے، یہ ترمیمی مسودہ قانون بالکل اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ صحیح بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۹ (مطبوعہ مجتہبی، کتاب الفرائض) ایک واقعہ ذکر ہے کہ مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ

اشعریؓ سے جب کہ عہد فاروقی میں وہ کوفہ کے گورنر تھے، ایک شخص سے آکر وہاں کیا کہ ایک شخص مر گیا ہے۔ اس کی ایک لڑکی ایک پوتی اور ایک بہن ہے۔ میراث کس طرح تقسیم ہو؟ فرمایا کہ نصف لڑکی کو اور نصف اس شخص کی بہن کو۔ پوتی محروم رہیگی۔ اور ساتھ ہی اس سے کہ نہ لڑکے نہ لڑکی کے مال کو عبد اللہ بن مسعودؓ سے دو اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف سے کوفہ کے بڑے قاضی مقرر تھے، اسکی تائید و تصدیق کر لیں۔ چنانچہ وہ شخص حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں گیا۔ اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں اس فتویٰ کی تائید کروں تو میں راہ حق سے ہٹک جاؤں گا۔ اور فرمایا، اقصیٰ فیہا بما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للابنة النصف والابنة الابن۔ (ترمذی) میں اس معاملہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا تھا۔ حضورؐ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ لڑکی کو کل مال کا آدھا حصہ پوتی کو کل مال کا چھٹا حصہ جس سے دو محروم توں کا بچہ مکمل ہو جائے۔ اور جو باقی ٹلٹ بچے بجے جائے وہ اس میریت کی بہن کو دیدیا جائے۔

سائل اس کے بعد دوبارہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جو فیصلہ حضرت ابن مسعودؓ نے دیا تھا، ان کے سامنے پیش کیا۔ اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا نہ لاتساوونی ما دام هذا الخبر فیکم۔ جب یہ بہت بڑے عالم و فاضل دابن مسعودؓ، تم میں موجود ہیں مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کے بارے میں بخاری کے

مشہور شارح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور دوسرے مشہور  
 شارح علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں (لاخلاف  
 بین العلماء فی ما رواہ ابن مسعود) ابن مسعودؓ  
 کی اس روایت کے بارے میں علماء نے کوئی اختلاف  
 نہیں کیا۔ (یعنی اس پر اجماع کامل ہے۔ اور مستند بالکل  
 متفقہ ہے)۔ مندرجہ بالا صحیح حدیث سے جو اصح کتب  
 بعد کتاب التذین اور دوسری کتب احادیث میں مروی  
 اور علماء امت کے ہاں بالاتفاق قابل قبول ہے، استدلال  
 یوں کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
 فیصلہ میں اس پوتی کے والد کو جو پہلے فوت ہو چکا تھا۔  
 زندہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ جیسا کہ وہ واقعہ میں فوت ہو چکا ہے  
 فوت شدہ قرار دیدیا گیا۔ اور میت کی لڑکی کو کل مال کا  
 نصف حصہ دیدیا۔ اور اجعلوا للاخوات مع البنات  
 حصۃ (جب میت کی سرف رزکیاں ہوں تو اسکی  
 بہنوں کو حصہ بنا دیا کرو۔ اور باقی ماندہ ان کو دیدیا کرو)  
 اس حدیث کے اصول کے مطابق میت کی بہن کو حصہ  
 قرار دیکر باقی ماندہ ۱/۲ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اسکو دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نے  
 میت کے اس لڑکے کو جو پہلے مرچکا تھا معدوم قرار  
 دیدیا ہے۔ اور میت کی صرف لڑکی جو واقعہ میں زندہ  
 ہے، صرف اس کو زندہ مانا ہے۔ ہاں تکمۃ الثلثین  
 پوتی کو بھی ۱/۲ دیدیا ہے۔ یہ نہیں کیا کہ پوتی کو وہ دیا  
 جو کہ اس کے باپ کے حصہ میں ہے۔ اسے پہنچ سکے۔  
 صورت مندرجہ بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے فیصلہ اور بیان کردہ قانون کی روش سے نقشہ تقسیم  
 لوں ہو گا۔

میر عبد الرحمن  
 بیٹی عائشہ پوتی حمیدہ بن رشید

لیکن اگر چیمہ صاحب کا پیش کردہ مسودہ قانون منظور ہو کر موجودہ قانون شریعت میں ترمیم ہو جائے تو مندرجہ بالا صورت میں نقشہ تقسیم یوں ہو گا کہ جب میت عبد الرحمن فوت ہوا۔ تو ہم یہ فرض کریں گے کہ اس کا وہ لڑکا عبد الحمید جو اس کی زندگی میں فوت ہوا تھا۔ اور اس کی لڑکی رہ گئی تھی وہ اب زندہ ہے۔ اور جب اسکو زندہ فرض کیا تو پھر عبد الرحمن کا کل مال پون تقسیم ہو گا۔ کہ  $\frac{1}{4}$  اس لڑکی عائشہ کو اور  $\frac{1}{4}$  اس کے لڑکے عبد الحمید کو۔ یہ تقسیم کر کے عبد الحمید کو مار ڈالیں گے۔ عبد الحمید کے مرنے کی صورت میں اب تو ایک اسکی حمیدہ ہے اور ایک اسکی بسن عائشہ ہے۔ تو قانون میراث کے مطابق اس کے حصے کا نصف ( $\frac{1}{4}$ ) جو کل مال کا  $\frac{1}{8}$  ہے گا وہ حمیدہ کو اور باقی ماندہ نصف بیسین کل مال کا  $\frac{1}{8}$  عائشہ کو دیا جائے۔ عبد الرحمن کی سن رشیدہ ہر صورت مجرم رہے گی۔ اب کل مال کا  $\frac{1}{8}$  عائشہ کو دیں گے اور کل مال کا  $\frac{1}{8}$  حمیدہ کو اور رشیدہ محروم محض ہوگی۔ یہ صورت ہوگی چیمہ صاحب کے فیصلہ کے مطابق۔ اور صاف نظر آ رہا ہے کہ بس بیٹی عائشہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  $\frac{1}{8}$  دیا تھا۔ چیمہ صاحب اسکو  $\frac{1}{8}$  دے رہے ہیں۔ جس پوتی کو شارع علیہ السلام نے  $\frac{1}{8}$  دیا تھا، ہمارے لئے شارع چیمہ صاحب نے اسکو  $\frac{1}{8}$  دے دی ہے۔ جس رشیدہ کو مبتدئ قرآن اور معلم الکتاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کل مال کا  $\frac{1}{8}$  دیا تھا، ہمارے لئے مفسر کتاب اور روح اسلام کہیںچہ دے رہے ہیں۔ اب اس کو بالکل محروم کر دیتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ پاکستان کے کروڑوں مسلمان اور پنجاب کے کروڑوں شیعہ ایمان اسلام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہم کے فیصلہ و قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور چیمہ صاحب کی خود ساختہ شریعت اور نئی کشیدگی جو تو روح اسلام کو ذرہ برابر بھی بدخواہی سے نہیں سمجھتے۔

(۳) جیسا کہ عرض کی گیا۔ قرآن کا اصول بھی الاقرئ بالاقرب فالاقرب کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایسے فیصلہ کے جو صحیح روایات کے ساتھ مروی ہے بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ لہذا صحابہ کرام کے دور باہکت سے نیکر آج تک امت میں سے کسی نے اس مسئلہ میں ذرہ برابر اختلاف نہیں کیا۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ترجمۃ الباب لکھا ہے۔ میراث ابن الابن اذالم یکن لہ ابن۔ اور اس کے تحت علم الفرائض کے سب سے بڑے ماہر اور طویل القند صحابی حضرت زید بن ثابت کا قول نقل کیا ہے۔ اور اسی میں ہے، ولایرث ولد الابن مع

الابن۔ یعنی بیٹے کے موجود ہونے ہوئے پوتے میراث میں حصہ نہیں ملتا۔ اور پیرام بخاری نے الحقوق انہ انص اہلہا فما بقی فہو لاولی رجل ذکری حدیث رسول اللہ نقل کی ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۹۹) نیز اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ علامہ نووی اسکی شرح میں کہتے ہیں، وھذا الحدیث فی توسا یث العصبیات قل اجتمع المسلمون علی ان ما بقی بعد الفروض فہو للعصبیات یقدم الاقرب فالاقرب فلا یرث عاصب بعید مع وجود قریب (مسلم جلد ۱ ص ۱۰۱) اسی طرح علامہ ابن خزم نے المحلی میں ذکر کیا ہے کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے میت کے پوتے اور حقیقی بھائی کے

ہوتے ہوئے بیٹے میراث نہیں لے سکتے۔ وھذا نص کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ فلا ولی سراج ذکری واجماع متیقن والمحلّی جلد ۱ ص ۱۰۲۔ الغرض فقہاء امت کے ہاں یہ مسئلہ اجماعی ہے اور کسی مسئلہ کے اجماعی ہونے مطلب بھی سمجھ لینا چاہیے۔ اجماع امت کو مانڈ شرعی اس مسئلے قرار دیا جاتا ہے کہ جو روایت یقینی اور قطعی درجہ میں قبل الاجماع ثابت نہ ہو تھی، وہ اجماع سے یقینی اور قطعی ہو جاتے۔ یعنی قیاس اخبار آماد اور ایسے ظنی الدلالة آیات دجن کے مطلب کی تعیین میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف رہا ہو، سے ثابت شدہ اصل صرف غلبۃ ظن کا فائدہ دیتے ہیں۔ لیکن ان تمام منظوماء کے متعلق جب اجماع قائم ہو جاتا ہے، تو منظوم ہونے کی وجہ سے جو خطا کا احتمال تھا۔ اجماع اس احتمال کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتا ہے۔ اور مسئلہ جس دلیل سے ثابت ہو رہا تھا، اجماع قائم ہونے کے بعد نہ اعلیٰ دلیل پر بحث و نقد کی ضرورت رہتی ہے۔

نہ اس کی ملجوت کہ اس دلیل سے یہ مسئلہ کس طرح ثابت ہو رہا ہے۔ نیز قیام اجماع کے بعد مسئلہ کے اس پہلو کی مخالفت حرام ہو جاتی ہے۔ جو پہلو اجماع سے ثابت ہو رہا ہو وہ قرآنی نصوص یا متواتر روایات جن کی تعبیر اور معنی مراد کی تعیین میں دلائل مختلف ہو سکتی ہوں اور ہو گئی ہوں۔ اجماع کے بعد رائے کا صرف وہی پہلو مراد کے لئے متعین ہو جاتا ہے، جس پر اجماع منعقد ہو گیا ہو۔ اسی طرح وہ خبر واعد جس کی تعبیر و عدم تعبیر میں محدثین کا اختلاف ہے۔ لیکن اسی خبر واعد کے مفاد پر جب اجماع قائم ہو جاتا ہے۔ تو اب اس دلیل میں مزید بحث کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ الغرض ظنی دلیل سے





متوفی مرد ہے تو اس کی بیوی کو (یعنی اب مرتضیٰ کے شوہر کی بیوہ کو یا بھو و بھو کو) اور اگر عورت ہے، تو اس کے خاوند کو (یعنی اب مرتضیٰ کے داماد کو یا اس کے بہنوئی کو) بھی لقمہ اور لقمہ ملنا چاہیے۔ اور اسی طرح والدہ، والد، بھائی، بہن، دادا، دادی وغیرہ سب کو۔

خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو زندہ فرض کرنے کا یہ معاملہ ہے شمار الھنیں پیدا کرتا اور معاملہ کو بہت پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ اور صرف چیمہ صاحب کی یہ مختصر ترمیم کافی نہ ہو سکے گی، بلکہ شمس کے شریعت بل کو بلکہ پوری شریعت اسلامی کو خیر باد کہنا ہو گا۔

بنگلہ، پوچی وغیرہ مند دستانی صوبوں میں عرمتہ دراز سے اور صوبہ سرحد میں تقریباً اٹھارہ برس سے میراث کا شرعی قانون نافذ و جاری ہے۔ وہاں کبھی بھی یہ سوال نہیں اٹھایا گیا اور نہ کوئی ترمیم پیش کی گئی۔ کیونکہ یہ سمجھا جا رہا تھا کہ اسلام کا اصل قانون ہی یہ ہے۔ اور کسی بھی ترمیم کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ تمام قانون کو بدل ڈالا جائے۔ اور شرعی قانون باقی نہ رہے۔ اب صرف صوبہ پنجاب ہی میں یہ سوال آفر کیوں اٹھایا جا رہا ہے۔ اور صرف اس صوبہ میں قانون اسلام میں خود ساختہ بیوند لگانے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ قانون اسلام کی تعبیر و تشریح ہر صوبہ میں اور ہر علاقہ میں اور ہر ملک و وطن میں علیحدہ علیحدہ کیوں ہو۔ یہ بھی عجیب سی حالت ہوگی کہ سرحد میں قانون اسلام یہ ہو کہ مردہ شخص کو مردہ ہی قرار دیکر اس کے واسطے کو درمیان سے کاٹ دیا جائے۔ اور قریب وارتوں کے ہوتے ہوئے بعد وارتوں کو حصہ نہ ملے۔ لیکن دریائے انک سے اس پار صوبہ پنجاب میں قانون اسلام یہ ہو کہ مردہ کو زندہ کر دیا جائے اور اس کا

جیتا جاگتا موجود ہے۔ اور ترکہ میں اس کا حصہ بھی جدا کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ روح اسلام ہے کہ جو شخص اگر زندہ ہو تا تو اسے حصہ ملتا۔ اور پھر اس سے وہ حصہ اولاد کی طرف منتقل ہوتا۔ اب اگرچہ وہ زندہ نہیں، لیکن ہم اپنی مسیحائی سے روح اسلام اس میں بھونکیں گے۔ اور باذن اللہ تو نہیں، البتہ باذن اُچی الموتی کا دعویٰ کر کے قسم باذن فی کہیں گے، اور وہ مردہ زندہ ہو کر اپنا حصہ لے لے گا۔ اور بھائی سے اپنا حصہ جدا کر لے گا۔ پھر اُمیت لیت باذن فی کہہ کر اس سے روح اسلام باہر نکالیں گے۔ اور اسے مردہ قرار دیکر اس کے بیٹوں اور بیٹیوں میں وہ جدا کیا ہوا حصہ بانٹنا شروع کر دیں گے۔

اب اگر واقعہ میں مردہ کو زندہ فرض کرنا اور پھر مار ڈالنا ایک اصول قرار دیدیا جائے، اور میراث کے مسائل میں ایسا ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس مسیحائی کو صرف بیٹے بیٹی بھائی بہن، تک کیوں محدود رکھا جاتا ہے۔ اس کی اور بھی توسیع ہونی چاہیے۔ والدہ، والدہ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ وغیرہ تمام مردہ رشتہ داروں کو اس روح اسلام کے پھونکنے سے زندہ کرنا چاہیے۔ اور اگر تو سلج دیجا تو پھر صرف اتنی ترمیم کافی نہ ہوگی۔ بلکہ تمام اصول تو پیش کو تبدیل کرنا پڑیگا۔

بلکہ یوں کہیے کہ قرآن و حدیث کی رو سے جو قوانین میراث موجود ہیں، ان سب کو ختم کرنا ہو گا۔ اور اہل نظر تافہ بستیاں آباد کرنے لگ جائیں گے۔ نیز اگر مردہ کو زندہ کہے اس کا حصہ پھر اس کے وارثوں کو دینا ہے۔ تو اس بارے میں بھی ان آٹھ قسم کے وارثوں کی یعنی ان کی اولاد کی تخصیص کیوں ہے۔ اگر ان کے ساتھ ان کے اور وارث ہیں تو وہ کیوں محروم رکھے جاتے ہیں۔ اگر زندہ کیا ہوا وہ

کہ دادا کی وفات کے وقت پوتا یا بالغ اور ہر طرح قوی اور کمائے کے قابل ہوتا ہے۔ اور پھر یہ کہاں ضروری ہے کہ پوتا خواہ مخواہ مفلس اور نادار ہی ہو، ایسا ہو سکتا ہے اور بار بار ہوتا ہے کہ اس کو اپنے مرے ہوئے باپ سے بہت کچھ مال رہ جاتا ہے۔ وہ اچھا خاصہ سرمایہ دار ہوتا ہے۔ اور اس کا چچا اور بھوپھی وغیرہ رشتہ دار غریب اور مفلس ہوتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ یہ دیکھتے شرعی قانون کی رو سے مفلس، نادار یتیم پوتوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ لہذا قانون شریعت ہی کو بدل دے، محض چالاکی اور فریب کاری ہے۔

ہاں اگر کوئی پوتا یا پوتی یا اور اس قسم کے رشتہ دار جو قانون میراث کے مطابق محروم ہوتے ہوں۔ واقعہ میں یتیم، مفلس، نادار اور قابل امانت و امانت دار ہیں، تو ان کے دادا، نانا، چچا، ماموں وغیرہ کو یہ چاہئے کہ یا اپنے مال میں سے ان کو کچھ اپنی زندگی میں ہبہ کر دے۔ اور مال پر ان کا قبضہ کر لے، یا وصیت کر دے۔ کہ میرے مرنے کے بعد ان کو اتنا دیا جائے۔ اپنے کل مال متروکہ کے حوالے حصہ تک وصیت کر سکتا ہے۔ یہاں یہ بھی نکتہ قابل غور ہے کہ شریعت نے ایسوں کو وارث قرار نہ دینے ان یتیموں اور مفلسوں کا فائدہ ہی مدنظر رکھا ہے۔ کیونکہ اگر یہ وارث قرار دئے جاتیں تو وارث کے بارے میں مشہور و متفق علیہ اجماعی و دینی اصول و ضوابط اور احکام کے مطابق وصیت نہیں ہو سکتی۔ تو ان کے لئے بھی وصیت نہ ہو سکتی، صرف وراثت ہی کا حصہ ملتا۔ اور خود کر کے اگر دیکھا جائے تو ایک دو بہت کم پیش آنے والی صورتوں کے علاوہ اکثر و بیشتر پیش آنے والی صورتیں وہ ہیں کہ وراثت میں جو کچھ ان کو ملتا وہ مقدار کے لحاظ سے

حصہ نکال کر لے دیا جائے۔ اور اگر وہ خود نہیں لے سکتا۔ کیونکہ واقعہ میں تو مردہ ہے۔ تو اس کے بیٹوں بیٹیوں کو دیدیا جائے۔ علاوہ انہیں اصولی بات تو یہ ہے کہ کسی صوبہ کی اسمبلی کو یہ حق کہاں حاصل ہے، کہ وہ شریعت اسلامیہ کی تعبیر کیا کرے۔ اور محض ووٹوں کی اکثریت سے اور اسلام سے بالکل ناواقف ممبران اسمبلی کے ہاتھ کھڑا کرنے سے قانون اسلامی میں ترامیم ہوتی رہیں۔ آج مسلم شخصی قانون شریعت میں جیسا صاحب اپنی طرف سے کوئی ترمیم کرے اور اپنی پارٹی کی اکثریت کی بنا پر اسے منظور کر دے۔ کل دو سرائے کر ایک اور نئی شریعت تصنیف کر کے کوئی اور ترمیم پیش کرے اور کچھ ہاتھ اس کے ساتھ بھی کھڑے ہو جائیں۔ اور اس طرح قانون شریعت ممبران اسمبلی کی اہوا و آوار کا تختہ مشق بنے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہی نہیں کہ شرعی قانون میں کوئی ترمیم کر سکے۔ لہذا یہ مسودہ قانون زیر بحث آنا ہی نہیں چاہئے۔

اس مسئلہ کے بارے میں زیادہ تر جذباتی باتیں کی جاتی ہیں۔ اب بھی اگر عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اصل مسودہ میں پوتوں کے ساتھ پوتیوں کو، اور نواسوں نواسیوں کو، بھتیجیوں کے ساتھ بھتیجیوں کو اور بھانجیوں اور بھانجیوں کو شامل کیا گیا ہے تو کوئی شخص بھی تاہد کے لئے کسی طرح تیار نہیں ہو گا۔ عام طور سے تو مرفا مفلس و نادار یتیم بے کس پوتا ہی محروم تباہ جذبات کو ابھارا جاتا ہے۔ اور ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بھی ایک مغالطہ ہے۔ یہ کہاں ضروری ہے کہ پوتا ہمیشہ یتیم ہی ہو۔ یعنی اسکی نابالغی کی حالت میں اس کا باپ مر گیا ہو۔ بار بار ایسا ہوتا ہے۔

کم ہوتا۔ اب تہائی حصہ مال کی وصیت کی صورت میں انکو اس سے دائل مل سکتا ہے۔ الغرض شریعت نے اس قسم کے بشتہ داروں کو مزید نفع پہنچانے کی خاطر ان کو غیر وارث قرار دے کر ان کے لئے وصیت کی راہ کھول دی ہے۔ تاکہ اگر ضرورت کی بنا پر کوئی شخص ان کو اپنے مال میں سے بہت کچھ دینا چاہتا ہو تو دے سکے۔ اور اس پر کوئی قانونی گرفت نہ ہو سکے۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ مسئلہ کی بوجہ حقیقت تمام لوگ جان لیتے۔ اور ہر دادا بروقت ضرورت اپنے پوتوں، پوتیوں کے لئے ضرور کچھ وصیت کر جاتا۔ کیونکہ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ کی بنا پر وصیت کرنا خود ہی ایک نہایت مستحسن اور قابل تعریف کام ہے۔ اور اس کو نیکی اور بھلائی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وصیت کے متعلق تاکید کی بجائے قانون اسلام میں ترمیم کی جارہی ہے۔ پس ہر اور وصیت ہی دوہتر علاج ہیں۔ مگر ہر میں یہ حالات موجودہ انگریزی دور کے قانون نے یہ رکاوٹ پیدا کی ہے کہ ہر بلا حوض کی صورت میں قانوناً چھ فی سینکڑہ کے حساب سے ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ لوگوں میں اس قدر بھاری ٹیکس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ لہذا چاہتے تو ہیں کہ زندگی میں ہرہہ کریں، مگر لےنے بوجہ کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے ہرہہ نہیں کرتے۔ لہذا اس قانون میں ترمیم کر دی جلتے کہ پوتوں پوتیوں وغیرہ کو دادا یا نانا اپنی جائداد میں سے کچھ ہرہہ کر رہا ہو تو اس پر ٹیکس نہ لیا جائے۔ یا مناسب مقدار میں لیا جائے۔ اسی طرح عام طور سے وصیت کی ترغیب دی جائے۔ اور لوگوں کو عام اشاعت و تبلیغ کے ذریعہ وصیت کی جائز اور مناسب صورتیں سمجھا دی جائیں تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔ لیکن اگر کسی نے ہرہہ بھی نہ کیا وصیت بھی نہ کی اور یتیم و مفلس بچے

رہ گئے تو پھر کیا علاج۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پوتا نہ ہو اور کوئی نابالغ و یتیم مفلس و نادار بچہ رہ گیا ہے، جس کے والد کا کوئی مال ہی نہ تھا۔ آخر اس ملک میں تو لاکھوں کی تعداد ایسے مفلسوں کی بھی ہے تو اسلام میں جو علاج اس کے لئے تجویز کیا گیا ہے، وہ یہاں بھی برتنا جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ یا تو قانون ہی کے ذریعہ سے مالدار اور اغنیاء بشتہ داروں چچا وغیرہ اولیاء پر اسکی کفالت اور نان نفقہ لازم کر دیا جائے۔ یا حکومت ہی جو تمام قوم کا نمائندہ ادارہ ہے۔ ان یتیموں کی کفالت اپنے ذمہ لے۔ اور اس کے لئے وہ قوم کے عام افراد پر ٹیکس لگا کر وہیہ حاصل کرے۔ متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ لے مسلمانو! تم میں سے اگر کوئی مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا مال وارثوں کو لے گا۔ لیکن اگر کوئی مفلس مر جائے اور اسکی مٹروکہ مال نہ ہو۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے رہ جائیں جو خود کما کر کھانے کے قابل نہ ہوں۔ تو ان کی کفالت و خبر گیری پر میرے ذمہ ہے۔ یعنی بیت المال سے اس کی کفالت کی جائیگی۔ مگر اب کوئی بڑا مالدار مر جائے تو اس کے مال میں سے تو حکومت بھی وراثت ٹیکس کے نام سے اپنا حصہ جدا کر لیتی ہے۔ لیکن کوئی غریب مر جائے اور اس کا مال نہ ہو، یا بعض بچوں کو قانون شرعی کے مطابق حصہ نہ ملتا ہو تو ان کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لیتی، بلکہ قانون میراث کو مورد الزام قرار دے کر اس میں ترمیم کی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا تفصیلی وجوہات و دلائل کی بنا پر ہمارا رائے یہ ہے کہ یہ مسودہ قانون اسمبلی میں پیش ہی نہ ہو۔ اور جس مشکل کو پیش کر کے اس ترمیم کے جواز کے لئے دلیل بنائی جاتی ہے۔ اس کا علاج دوسرے جائز اور زیادہ موزوں طریقوں سے کر دیا جائے۔ معاشرہ کو اسلامی بنانے



# ذکر معراج شریف

(از افادات مولانا حبیب اللہ صاحب مدظلہ العالی)

ذکر معراج شریف کے متعلق حوالجات قارئین کرام کے اضافہ  
معلومات کے لئے درج کئے جاتے ہیں :- (دیر)

- |  |  |
|--|--|
| (۱۹) تفسیر الکبیر ج ۵ ص ۱۳۹                | (۱) صحیح بخاری شریف جلد ۱ صفحہ باب کیف           |
| (۲۰) " جلالین ص ۲۲۶ و ۲۲۷                  | (۲) فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء (کتاب الصلوٰۃ)       |
| (۲۱) " صادی ج ۲ ص ۱۲۷ و ۱۳۵                | (۳) بخاری ج ۱ ص ۹۹ تا ۹۹ باب الاسراء (کتاب الحج) |
| (۲۲) " بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۶ و ۲۵۷              | (۴) فتح الباری پارہ سوم ص ۲۳۸ تا ۲۳۰             |
| (۲۳) " روح المعانی پارہ ۱۵ ص ۱۱۳           | (۵) عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۹۹ تا ۲۱۰                 |
| (۲۴) " روح البیان ج ۵ ص ۱۳۰ تا ۱۳۰         | (۶) " ج ۷ ص ۲۲۷ تا ۲۲۹                           |
| (۲۵) فتح الملکم ج ۱ ص ۳۳۹ تا ۳۳۹           | (۷) ارشاد الساری ج ۱ ص ۳۱۲ تا ۳۱۲                |
| (۲۶) مواہب الرحمن پارہ ۱۵ ص ۳۱             | (۸) مشکوٰۃ باب فی المعراج - ص ۵۱۸ تا ۵۲۱         |
| (۲۷) کتاب الشفاء ص ۴۰ تا ۴۰                | (۹) رقاۃ باب فی المعراج ج ۵ ص                    |
| (۲۸) شمیم الریاض ص ۱۹۲ تا ۱۸۱              | (۱۰) اشعۃ السمعات ج ۴ ص ۵۵۰ تا ۵۶۲               |
| (۲۹) نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۳۳ تا ۲۸۲          | (۱۱) مظاہر حق ج ۲ ص ۵۵۴ تا ۵۷۰                   |
| (۳۰) شرح الشفاء لعل القاری ج ۱ ص ۳۷۹ ، ۳۷۹ | (۱۲) خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۲ تا ۱۸۱               |
| (۳۱) مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۳ تا ۱۳          | (۱۳) مستدک حاکم ج ۲ ص ۶۹                         |
| (۳۲) زکات فی جہنم ص ۱۲۸ تا ۱۲۸             | (۱۴) تفسیر ابن جریر ج ۱۵ ص ۹ و ۹                 |
| (۳۳) مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۹۲         | (۱۵) " ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲ تا ۲۲                   |
| (۳۴) مناهج النبوة ج ۱ ص ۳۲۱ تا ۳۲۹         | (۱۶) " کبیر ج ۵ ص ۵۲۶ تا ۵۲۶                     |
| (۳۵) تفسیر رد فی ج ۲ ص ۱۲ تا ۱۲            | (۱۷) " معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۲۱ تا ۱۸۲            |
| (۳۶) " عینی ج ۱ ص ۳۸۳ تا ۳۸۴               | (۱۸) " خازن ج ۲ ص ۱۱۲ تا ۱۱۲                     |
| (۳۷) " قادری ج ۱ ص ۵۸۵ ، ۵۸۹               | (۱۹) " مدللک ج ۱ ص ۳۹۹ تا ۴۰۰                    |

# آخری الہام

دازمولانا ابوالخیر محمد امین صاحب کوٹلی جھنگوی خطیب جامع مسجد کوٹ شاکر

۵

الغرض ایسے زمانے کیلئے درکار تھا۔ ایسے اک امام عالمگیر کا ابرمطہر جسکے فیض تربیت ہو برابر مستفید۔ و مشیٰ محارثین جلو آرائے سر میر خقل سکھیں جس وہ بھی علم جو مرن نادر اور بھی ہرچ دندان جہالت میں ہر پائین است وہ بھی، خوابانی ہرچ کا لباس۔ اور بھی بی بی جن، جن کے دیا و حیر پائین لذت وہ بھی پر نعمتوں جگہ تھا۔ اور بھی جگہ کافی ہے فقط نان معیر پائین سکھیں بھی جن سکھوں کو معبود ہیں۔ اور بھی طبیعت جنگی دہریت پذیر حضور سے پہلے جو پیغمبر آئے، بعض تو مستقل طور پر عامل کتاب تھے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور بعض نبیوں پر صحیفے اترے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام صحف ابراہیم۔ اور بعض پیغمبر تبعان کتابوں اور

صحیفوں پر اپنی امتوں کو چلاتے تھے۔ حضور بشارتے اور آپ سے قبل جو پیغمبر شریف لائے وہ بشارتے جس طرح وہ پیغمبر اپنی امتوں کو حضور کے آئے کی بشارت سناتے تھے، اس طرح اس آخری الہام قرآن مجید فرقان حمید کی بشارت بھی اپنی امتوں کو سناتے ہے۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو عرب کا ملک دنیا کے نقشوں سے سوتھا۔ یہ اس اسی صفت پیغمبر کا احسان ہے کہ آپ کی آمد سے اس گنہام ملک کو دنیا کے نقشہ میں مقام ملا۔ جس طرح حضور کی نبوت تا قیام قیامت سب لوگوں کے لئے عام ہے، اور حضور کا داعیہ ہر گونے، کالے، رنگی حبشی، روسی، کنعانی، شرقی اور غربی کے لئے عام ہے، و ما ارسلناک الا کافۃ للناس، اس طرح جو آپ کو ہدایت نامہ، دستورسی نظام، ضابطہ حیات اور لائحہ عمل ملا وہ بھی ہدیٰ للناس ہے۔ شہیہ سرا مضمان الذی انزل فیہ القرآن ہدیٰ للناس۔ ہر امت کے لئے مرکز کا ہونا ضروری ہے۔ تو وہ مرکز بھی ایسا ملا جو کہ مطابق رہا تھا۔ فلولینک قبلۃ ترضیہا۔ ان اول بیت وضع للناس للذی فیہ مبارکات و ہدیٰ للعلمین۔

حضور سے قبل جو پیغمبر آئے وہ محدود علاقہ، محدود قوم اور محدود ملک کے لئے منتخب کئے گئے۔ کوئی نبی خاص

الغرض ایسے زمانے کیلئے درکار تھا۔ ایسے اک امام عالمگیر کا ابرمطہر جسکے فیض تربیت ہو برابر مستفید۔ و مشیٰ محارثین جلو آرائے سر میر خقل سکھیں جس وہ بھی علم جو مرن نادر اور بھی ہرچ دندان جہالت میں ہر پائین است وہ بھی، خوابانی ہرچ کا لباس۔ اور بھی بی بی جن، جن کے دیا و حیر پائین لذت وہ بھی پر نعمتوں جگہ تھا۔ اور بھی جگہ کافی ہے فقط نان معیر پائین سکھیں بھی جن سکھوں کو معبود ہیں۔ اور بھی طبیعت جنگی دہریت پذیر حضور سے پہلے جو پیغمبر آئے، بعض تو مستقل طور پر عامل کتاب تھے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور بعض نبیوں پر صحیفے اترے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام صحف ابراہیم۔ اور بعض پیغمبر تبعان کتابوں اور

بقیہ ص ۱ - (۳۸) تفسیر حقانی ج ۵ ص ۲۳ تا ۲۶

(۳۹) تفسیر جامع البیان ص ۲۲۷

(۴۰) در غشور ج ۲ ص ۱۹۱

(۴۱) زالمعاد ج ۱ ص ۳۰ و ۳۱

(۴۲) انسان العیون ج ۱ ص ۲۲۲

(۴۳) شرح فقہ اکبر ص ۱۳ (ہندہ پریس دہلی)

(۴۴) البیواقیت والخواہر ج ۲ ص ۳۵ بحث ۳۲

(۴۵) فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳

(۴۶) قصیدہ برد الامالی قلمی مع شرح ص ۲۹

(۴۷) کتاب تہذیب ص ۱۲۵ و ۱۲۶

(۴۸) معارج السبوة رکن سوم - باب ۹ ص ۹۵ تا ۲۳۳

اپنی قوم کے لئے بنی تھا، کسی نبی کی نبوت خاص اپنے قبیلہ کے لئے مختص تھی، کوئی نبی خاص کسی انسان کے لئے رہبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور بعض ایسے انسان بھی تھے جن کیلئے تین تین نبی مبعوث کئے گئے۔ لیکن حضور کی دعوت کا فترۃ للناس تھی۔ اور آپ کا خطاب دعوت ہر رنگی حبشی، رومی، کنعانی، شمری اور عربی کو شامل تھا۔ اور جو آپ کو دستوری نظام ملا وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے آخری پیغام اور آخری الہام تھا۔ اس لئے آپ کے زیر خطاب عالمین تھا۔ نہ کہ کوئی خاص قوم یا ملک۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیراً۔ یہاں نذیر العلمین ہے، نہ کہ نذیر الملک والقوم۔ جس طرح حضور کے بعد کوئی نبی نہیں، اس طرح قرآن مجید کے بعد کوئی کتاب نہیں۔ حضور اگر آخر الانبیاء ہیں تو قرآن آخر الکتب ہے۔ حضور اگر خاتم الانبیاء ہیں تو قرآن خاتم الکتب ہے۔ اب تکمیل دین ہو چکی، اتمام نعمت ہو چکی۔ اب نہ کچھ نئے نبی کی ضرورت ہے اور نہ کسی کتاب کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔

حضور سے قبل جو کتابیں سابق پیغمبروں پر آئیں دنیا کی مستبرد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ کسی کی عبارت محو کی گئی، کسی کے احکام بدلے گئے، کسی کا نظام بدلا گیا اور کوئی تحریف ہوئی۔ لیکن اس کتاب کی حفاظت خود غیر المؤمنین نے اپنے ذمہ لی ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا نحن لفطون۔ لایاتہ الباطل من بین یدایہ ولا من خلفہ، تنزیل من حکیم حمید۔ اس آخری الہام کو خدا تعالیٰ نے بہت

القاب سے نوازا ہے۔ کہیں تو ارشاد فرمایا: واتممت علیکم نعمتی۔ کہیں ارشاد فرمایا: یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبیناً۔ (۳) کہیں فرمایا: قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبیل السلام۔ (۴) فقد جاءکم بینۃ من ربکم وہدی ورحمۃ۔ (۵) وھذا کتاب انزلنہ مباسراک فاتبعوہ۔ (۶) یا ایہا الناس قد جاءکم موعظۃ من ربکم وشفاعلما فی الصلا وبرا۔ (۷) ان ھوالا ذکرکم للعلمین۔ (۸) وھذا ذکرکم مباسراک انزلنا لا افانکم لکم منکم وون۔

(۹) اللہ، ذلک الکتب لاسیب فیہ۔ ۵ حرف اور آیت تبدیل نے۔ آیہ اش شرمندہ تاویل سے نسخہ اسرار تکوین حیات۔ بے ثبات از قوتش گیر و ثبات نوع انسان را پیام آفرین۔ حاصل اور رحمتہ للعلمین (اقبال مرحوم)

یہ اس آخری الہام کا کرشمہ تھا کہ جاہل اجد قوم، بت پرست، عصمت ریز، بات بات پر لڑنے والے معمولی سی بات پر مدتوں لڑائی چھیڑ کر ہزاروں جانیں گھائل کر دے، لڑے، گرا، شری، انسانیت کے دشمن گلہ بان، وحشت کے امام اور خاص کردہ قوم جس کا ذکر دنیا کی تاریخ سے محو۔ جس ملک کا نام دنیا کے نقشہ سے کالعدم، اس قوم کو اس ملک کے باشندوں کو ایک روشن ضمیر قوم بنا کر، ایک فرشتہ سیرت بنا کر فرش ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھانا، خاک سے

شاہک ہمدوش قرآن کا نام اس دستور کی نظام، آخری الہام اور معیضہ یزدانی کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ اور وہ الہام ربانی کیا تھا، جس نے سوتوں کو جگایا، جس نے جاپلوں کو اہم قوم، شریعوں کو خطیب قوم، نکتوں کو جان نثار، جان ستاروں کو محافظ جان، رہزنوں کو رہبر، مفسدوں کو مصلح، ڈاکہ زنوں کو کشور ستان، گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک، وحشیوں کو معرفت کا حلبردار اور تن پرستوں کو خدا پرست بنایا۔

۵

ہے کوئی الہام اگر ایسا تو وہ قرآن ہے

جس سے جاہل ایکدم میں ہو گئے روشنفکر  
یہ اسی کی تربیت تھی یہ اسی کا فیض تھا  
بن گئی خیر الہام اک قوم گمراہ و شریر  
گلہ بانی کہتے کرتے بن گئے افراد قوم  
بادی ناچ بادی کشور ستان و ملک گیر  
جس پر یہ الہام آیا ہے وہی کامل نبیؐ

جس نے اُمّی ہو کے پیدا کر دیے لاکھ دیر  
تھی ضرورت جسکی دنیا کو یہ وہ الہام ہے

اسلئے احکام قرآنی ہیں پتھر کی گیر !!  
دہنزاں از حفظ اور ہر شہندہ۔ از کتاب صاحب فتر شد  
دشت پیمایاں کتاب یک چرخہ۔ صد تجلی از عیون اندر دماغ  
خواند از آیات مبینہ او سبق۔ بندہ آمد عواجد از پیش حق  
(اقبال مرحوم)

وہ جاذب قلوب کتاب جس کو پڑھنے سے جی  
میر نہیں ہوتا۔ دنیا کی کوئی کتاب پڑھوں دوسری بار  
پڑھنے سے جی اکتائے گا۔ لیکن یہ آخری الہام معیضہ  
رحمت پر ہے جادو، ہر بار نئی چاشنی، نیا سرود پیدا ہوگا  
اسی لئے تو اس کا نام اس علم حقیقی نے قرآن رکھا۔

جس کا معنی یہ ہے ہر بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔  
اس کتاب کی جاذبیت پر ناقص گوئیے جرمن  
است شہاد پیش کرتا ہے۔ قرآن کے تبادل کلام میں برقی  
کی طرح تیزی اور طرازی ہے۔ اس کتاب میں بڑی دل  
فریبی پائی جاتی ہے، جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے  
ہیں، ہمیں زیادہ اصلی معلوم ہوتی ہے اور بتدریج  
فریفتہ کرتی ہے۔ آخر کو ایک حیرت انگیز تیسرے ڈال دیتی ہے۔  
(کواریٹری ویو یو جلد ۱)

افسوس! اس آخری الہام کو مسلمانوں نے پس  
پشت ڈال دیا ہے۔ اس کے احکام سے روگردانی کر  
اس کے احکاموں سے گریز ہے، نئی روشنی اور تہذیب  
کے دلدادوں نے تو اسے فرسودہ کتاب سمجھ کر اس  
سے سخت بے اعتنائی کر لی ہے۔

فان الله خيرها فظا۔ وهو اسرحم الراحمين۔

غیر تو اس دستور کی نظام کو گلے کا ہار ہے ہیں۔ اور اپنے  
پس پشت ڈال رہے ہیں۔

برخود قرآن اگر خواہی ثبات۔ در خمیرش دیدہ ام آب حیات  
یورپ کے تثلیث پر مت توحید کے پیام کو لبیک  
کہہ رہے ہیں۔ سلسلہ جنگ سے دنیا تنگ اگر تعدد  
از واج کے فتوے پر دستخط کر رہی ہے۔ مسئلہ طلاق  
وخلع کو اپنا یا جا رہا ہے۔ کہیں شراب پر قانون نافذ ہو تو بیخ  
ہموہی ہے۔ کہیں ہندو چھوت چھات سے گھبرا کر  
اسلامی اخوت پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ کہیں عقد  
بیوگان پر غور کیا جا رہا ہے۔ کہیں وراثت کے مسئلہ پر  
بحث ہو رہی ہے۔ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو مجھے  
بتلاؤ دنیا کی اور کوئی کتاب ایسی ہے جو ایسے ہمہ گیر  
قانون کی حامل ہو؟ اور کسی کتاب نے قرآن مجید کی طرح



# آمنہ کالال علیہ السلام

(مولانا سید حسین الدین صاحب نائب مدرس دارالعلوم عنبرینہ بہار)

۵ ہزار بار بشویم دہن بشک انگلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی ہست

جب کچھ نہ تھا صرف قدرت تعالیٰ نہ اس کائنات  
کا وجود تھا، نہ عالم ناسوت کا ظہور، نہ یہ جبرج کی ضیاء  
پاشی، نہ ستاروں کے غمزے، نہ اس مخلوق کا وجود  
تھا، نہ ربوبیت کا اظہار، صرف نور تھا اور نور بھی اپنی  
نورانیت میں پورا معمور۔ غرضیکہ ۵

وجود بود از نقش دوئی دور۔ ز گفت و گوئی مائی و لائی دو  
ترجمہ: ہر طرف ایک وجود تھا، دوئی کا نام و نشن نہ تھا۔  
اور نہ ہی میں میں اور تو تو کی گفتگو تھی۔

گفت کثرًا مخفیًا فاحببت ان اعرف۔ مگر قدرت  
کو لیا خاموشی گوارا نہ ہوئی اور چاہا کہ ایک ایسی مخلوق  
کروں جو مجھ سے راز و نیاز، ممول برتنے، وہ مجھ کو  
پیار کرے اور میں اس سے محبت کروں۔ کیونکہ ۵

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ  
آج تک اگر یورپ ہوا میں اڈ رہا ہے۔ اور اس عارضی  
قوت پر نادان ہو کر انساناں بکھلا اعلیٰ کا مدعی ہو  
تو میں آج اس ملک عرب کی مادہ تہذیب پر قربان  
ہوں، جواب تک موٹروں کو جنات کی گاڑی  
اور ریڈیو کو الشیطان یتکلم کہہ رہی ہے +  
(باقی آئندہ)

۱۰ میں ایک پوئیدہ نژاد تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا  
جاؤں ۱۰

نکور و تاب ستودی ندارد + چودہ بندی سراز و زن برآرد  
(مطلب) : حسن کا تقاضا ہے کہ حجاب میں نہ ہے۔ اور  
برصورت آشکارا ہو۔ اس لئے قدرت نے ایک نور  
مجسم کی تخلیق کی۔ جس میں یہ صفات بدرجہ اتم بہر دیں  
یہ نور مجسم فرشتوں کی قوم سے تھا، نہ جنوں سے اس کا  
تعلق تھا پھر قدرت نے چاہا کہ میں اس کھلنے کا تماشہ  
کروں۔ اور کوئی جلوہ گاہ بناؤں۔ اس لئے فرشتوں  
کو پیدا کیا۔ زمین و آسمان سناٹے لگے، جنوں کو دنیا  
میں بسایا گیا اور جگمگاتے ہوئے ستاروں سے آسمان  
کو مزین فرمایا۔ نور شدید درخشاں سے کائنات کے  
ذوہ ذرہ کو تاباں کر دیا۔ اور چاند کی دکھش چاندنی سے  
عالم کو معمور کر دیا۔ ابلتے ہوئے شیشے، اہلما تے ہوئے  
گلشن، زمرہ سنج پرندے پیدا کئے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا، تاکہ سب اس نور مجسم کا  
تماشہ کریں۔ پھر قدرت نے ایک دلچسپ عنوان  
کے ساتھ فرشتوں سے سوال کیا۔ کہ میری خواہش ہے  
کہ میں اس زمین پر ایک مخلوق آباد کروں جو میری  
طرف سے حق امانت ادا کرے۔ فرشتوں نے عرض  
کی، پروردگار عالم! آپ جس ہستی کو زمین پر بسانا  
چاہتے ہیں، آپ کے نظام کو درہم برہم کر گئی  
قتل و غارت کا بازار گرم اور ظلم و تشدد، عیسائی  
دنا فرمانی کے بحر میں بے خوف و خطر شناوری کر گئی۔

بارگاہ عالیہ سے ارشاد ہوا: نہ انی اعلام مالا تعلمون۔ کہ اس حقیقت سے ناواقف ہو، میں خوب واقف ہوں۔ مجھے جس بات کا علم ہے، تمہیں نہیں۔

الحاصل اس نور مجسم کو تماشا گاہ عالم بنانے کے لئے قدرت نے ایک پوری کائنات کی بنیاد

ڈالی۔ سب سے اول ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا۔ ملائکہ کا امام و پیشوا بنایا، اور ہر قسم کے علوم و فنون سے

آراستہ و پیراستہ کر کے علم ادرالاسماء کلمہ د یعنی آدم کو تمام اشیاء کے نام بتا دیے،

کا اعلان عمام کر دیا۔ چونکہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کو اسی سرچشمہ عناد و فساد پر بھیجنا مقصود تھا

اس لئے حضرت صفی اللہ کے خمیر میں چار چیزیں رکھیں۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا۔

فرشتوں نے جو کچھ کہا تھا، وہ بھی اللہ تعالیٰ نے تسلیم ہوئے مسلم میں سے تھا۔ اس

لئے اس کا حق ہونا بھی ضروری تھا۔ اور پروردگار عالم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ بھی نہایت صحیح تھا۔

اس لئے ظلم و کرم، نیکی و بدی، اچھائی و برائی سب باہم اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ ابو

البشر آدم علیہ السلام اگر ایک طرف تسلیم و رضا کا پتلا تھا تو دوسری طرف عدو مبین شیطان

مکسر باغات اور نہ فنا ہونے والی سلطنت کی لالچ دیکر اغوا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آدم علیہ السلام جنت کھوکھو کے دوبارہ اس کے دام فریب میں پھنسنے سے توبہ کر چکے تھے۔

اس لئے ابلیس کا داؤ ان پر تو نہ چل سکا۔ مگر

ان کی اولاد پر اس نے اپنے وعدے و لائق اکتڑھم شکامین۔ کا خوب نظارہ کیا۔ فرشتوں کے اس قول پر دسیفہ اللہ مادہ کہ ناحق خوریزی کر چکی، ہابیل و قابیل کی جنگ۔ نے مہر صداقت ثبت کر دی۔

مرکز نور کا یہ کہنا کہ تم نہیں جانتے مجھے خوب علم ہے، یہ بھی ٹھیک ثابت۔ کیونکہ قدرت جس نور کو تماشا گاہ عالم بنانا چاہتی تھی، اور جو باعث ایجاد عالم تھا۔ اس کا انتظام اس طرح ہو گیا تھا کہ وہ جمال جہاں آرا آدم صفی اللہ کو ودیعت کیا گیا۔

اور چہر ان کی بعض اولاد کے سپرد کیا گیا۔ اور سلسلہ بسلسلہ منتقل ہوتا رہا۔

آخر وہ وقت آیا کہ سلم و تشدد کا بازار گرم تھا۔ نفاق و تشقت کے زہریلے جراثیم انسان کی انسانی

کو مجروح کر رہے تھے۔ ساری قوم تو ہمدست و مخلوق پرستی کے زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ انسان

انسان کا دشمن، بھائی بھائی کا ویری، ناحق قتل و غارت ایک تمدن بے بن چکی تھی۔ بات بات پر لڑنا

اور بدتوں لڑنا ایک فخر سمجھا جاتا تھا۔ ننھی ننھی اور معصوم جانوں کو زندہ درگور کر دینا ایک غیثت تھا۔

غریبوں پر ظلم، فحشیوں پر بے رحمی، یتیموں کی حق تلفی، بیواؤں کے ساتھ بے دردی، اخلاقی

وبائیں، روحانی بیماریاں گھر گھر مسلط تھیں۔ وہ بیت اللہ جسے ایک معبود و عدا لاشریک لہ کی عبادت

کے لئے اس بہت شکن ابراہیم نے تعمیر فرمایا تھا، تین سو ساٹھ باطل معبودوں کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔

ابراہیمی میں جلوہ نما ہوا تو فرعون کی حکومت کو مرعوب کرنے کے لئے کلیم اللہ کی جلالت میں سر پر نبوت پر ممکن ہوا، کبھی ایوب کے صبر میں رونما ہوا تو کبھی عیسیٰ کے زہد میں ظہور پذیر ہوا، پیدائش کائنات کا مقصد، عبدالمطلب کا سہارا، عبد اللہ کا تخت جگر، طہل کا دعار کا منظر، ذبیح اللہ کی التجار کا مدعا، مسیح کی بشارت کا مصداق، اہمنہ کا لال، علیہ سعیدہ کا لاڈلا، بنو ہاشم کا دولارا، قیمیوں کا حامی، غریبوں کا والی، ضعیفوں کا ملجا، غلاموں کا مولیٰ، ناتوانوں کا مادی بارہ ربیع الاول (بقول مشہور) بروز دو شنبہ بوقت سعید سرزمین عرب، شہر مکہ، عبدالمطلب کے گھر آمنہ کی گود میں جلوہ فگن ہوا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سہ سوال اللہ  
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کا غلط  
مجا، مرحبا اہلاً وسہلاً کی صداقتیں بند ہو گئیں۔

۵۔ وہی سب اول وہی سب آخر

جو تھا مبتدی منتہی بن کے آیا

مٹاتا ہوا ظلمت کفر عالم

وہ دنیا میں بدالد جی بن کے آیا

پلاتا ہوا جام وحدت جہاں کو

وہ مست ازل ساقیا بن کے آیا

ادھر آفتاب رسالت زمین عرب میں چمکا،

ادھر باد شاہ کسری کے محلات متزلزل ہو گئے

اور چودہ کنگرے زمین پر گر گئے۔ زور زبان حسا،

سے کہہ رہے تھے کہ اے شہنشاہ اب وہ وقت آگیا

ہے کہ تیری سلطنت فتح ہو جائیگی۔ تیری شان و

شوکت، تیری عز و جاہ۔ تیرا فخر و ناز سب کچھ خاک و

یہ تو خانہ خدا کے پڑوسیوں کی حالت تھی۔ باقی جتنی قومیں قرب و ہوا میں بسنے والی تھیں، ان کی حالت زار یہ تھی کہ سب کی سب اخلاقی گندگیوں اور روحانی ناپاکیوں کے نیٹے بنی ہوئی تھیں۔ تو حید و خدا پرستی جو کہ نشو و نما کی اصل الاموال ہے سرے ہی سے کٹی ہوئی تھی۔ خدا کی یاد سے دل بیگانہ، اور اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے عداوت کی یاد سے آباد، ہر ایک ملک دو سرے ملک کے ساتھ برسر پیکار تھا۔ عرب کو عجم سے عداوت تھی تو ہند کو چین سے مخالفت۔ غرض شرک و کفر کا وردہ رہا تھا، جس و ظلمت کی گھنگور گشتاں چھا ئی ہوئی تھیں۔ شیطان تعین فدیہا تلک لا غوینہم اجمعین۔ کی تصویر عریاں دیکھ رہا تھا۔ اور اپنی کامیابی پر کڑا رہا تھا۔ سعید و حین تڑپ رہی تھیں اور غیرت الی کو تک رہی تھیں۔

آخر عالم کی اس حالت کو دیکھ کر غیرت الہی بوش میں آئی۔ رحمت الہی کے دریچے کھل گئے۔

نیم قدرت نے نگہات گل سے سعید روحوں کو بہرہ اندوز کرنا شروع کیا۔ بشرات کے ٹھنڈے ٹنڈے جو کچھ چلے، دنیا کی خوش قسمتی کا ستارہ چمکا،

فصالت کی شرب دیجور نے اپنی زلفوں کو سمیٹنا شروع کیا، صبح صادق نے اپنی نوبانی چادر کو اس عالم

ظلمت پر پھانا شروع کر دیا۔ آخر وہی تیرا عظیم نور مجسم ہو کبھی آدم کے تقویٰ میں نمودار ہوا تو کبھی

نوح کے نوحہ میں ظاہر سا اُسے نو سو سال تبلیغ کرتا رہا۔ کبھی غرور کی باطن خاکی کو مٹانے کے لئے خلقت

۱۵۔ شیطان گستاخ تیرا جلال کی قسم ہو، میں ان تمام کو ضرور گراہ کر دوں گا



# چسایا

دازسان القوم جناب دماغ جو پوری

فان حق اعظم

بتاؤں میں کیا شان و شوکت عمر کی  
بیان قسطنطنیہ کو جو جس نے مسلمان  
کیا نصف دنیا کو جس نے مسلمان  
اسلام میں وہ خلافت عمر کی

صدیق اکبر  
خلافت کی میں اس صدیق اکبر  
خلفہ بلا فصل وہ قریب ہمو دماغ  
جناب کے ارجمندی ہیں

عثمان غنی  
عثمان کوئی ملوث و سوا غیب سال ہیں  
مضی میں بہت سی بہت سی حیلان ہیں  
یہ و عثمان اس سید مختار میں دماغ  
جید کو ایک و انھیں دو بیٹیاں ہیں

علیؑ  
علیؑ نے بھی عزت نامہ کیا کیا نام پایا پایا ہے  
غلام کے گھر سے نکلا اعزاز کیا کریم پایا ہے  
موتی نے کبھی میں نہیں شہادت پائی مسیحی  
عجب آغاز پایا تھا عجب انجام پایا ہے

# بچوں کا صفحہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

### (اداریہ)

بچو! تم جس کی امت ہو اور جس کی شریعت اور تعلیم پر عمل کر کے تمہارے باپ دادا مسلمان کہلائے۔ کیا کبھی اس پاک ہستی کے حالات تمہیں یاد کر آئے گئے ہیں؟ اگر آج تک تمہیں اس فخر انسانیت کے حالات زندگی نہ بتائے گئے ہوں تو آج ہی ذیل کے ڈیٹے ہوئے تاریخی نوٹوں کو خوب یاد کر لو۔ انشاء اللہ یہ سبق تمہیں آنحضرت مسلم کی سیرت پڑھتے وقت بہت بڑا کام دیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمدؐ واحملی ہے۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔ آپ کے ماں باپ دونوں نہایت شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق بیس اپریل ۵۷۰ء واقعہ فیل کے بچپن دن بعد بمقام مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کے والد فوت ہو چکے تھے۔

دو سال کو کچھ زیادہ قبیلہ سعد کی ایک عورت سائیمہ بن پرکش پائی۔ چار سال کی عمر میں آپ کو آپ کی والدہ داغ مفارقت دیکھیں اسکے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالطلب نے اپنی کفالت میں لیا جب حضورؐ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو پیداداداجان کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ اور دادا جان مرتے وقت آپ کو اپنے بیٹے ابو طالب کے حوالہ کر دیا۔ اور باقی حصہ انہیں کی

حیات میں بسر کیا۔ چوبیس برس پندرہ دن کی عمر میں آپؐ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ جن کو عمر اس وقت چیل برس کی تھی نکاح کیا۔ جبکہ کچھ عمر میں بس اور نو دن کی ہوئے۔ تو بمقام خواجه ربیعؓ کے ایک بیوہ کی ہنارت دی۔ یہاں عیسوی سن ۵۹۵ء تک رہے۔ پھر ۵۹۵ء میں حب کا پہلا سال ۵۹۵ء میں کفار مکہ نے مخالفت شروع کر دی جس نے حب کا فوجی مسلمانوں کو تنگ کیا تو مسلمانوں نے حب کے طرف ہجرت کی جس نے مخالفین نبوہاشمؓ کو بالکل محالاً ختم کر کے ۵۹۹ء میں آپ کی پیاری بھتیجی کی وفات ہوئی۔ ۶۰۰ء میں حضرت ابو طالب فوت ہو گئے۔ اور اس سال ۶۰۰ء تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں جب مخالفین نے قریم کی گلیوں میں اور مسلم ظہیم کے تو یکم محرم موافق ۱۲ جولائی ۶۱۰ء کو آپؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معیت میں اپنے عزیز وطن مکہ معظمہ کو چھوٹا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور یہیں گویا اسلام کی ترقیوں کا پہلا باب شروع ہوتا ہے۔ یہاں وہ کہ بڑے بڑے کافروں کو مسلمان کیا۔ اور سارے عرب پر سکھایا اور قرب و جوار کے مقامات فتح فرمائے۔

آپ کی کریم النفسی اور خوش مزاجی کا ہر شخص متاثر تھا آپ کی امانت اور صداقت زمانہ جاہلیت سے سکھ چکی تھی۔

**بقیہ صفحہ ۳۱ -** شہین خواجہ بچوں کی اموا:۔ گذشتہ ربیع سعدی میں شہین خواجہ بچوں کی اموات میں دنیا کے تمام ملکوں میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ اب پسماندہ ملک بھی اس مصیبت آہستہ آہستہ نکلنے جا رہے ہیں مثلاً بھارت میں پہلے ہر ایک ہزار بچوں میں ۱۷۶۴ بچے م



# سافنامستانانہ

(اداسرا)

پندرہویں اعداد و شمار

نمبر سارک

آسٹریلیا میں ۲۱۶ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۳۵۳ تھے۔ امریکہ اس لحاظ سے فہرست میں دسویں نمبر پر آتا ہے۔ پاکستان میں ایک ہزار باشندوں میں ۲ یا ۳ اخبار ہیں تھے۔ افغانستان میں ایک تہائی، لیبی میں ۳ اور براعظم بھارت میں ۸۔

کتابیں: برطانیہ میں ۵۲ میں سے زیادہ ۱۸۴۷ کتابیں اور رسالے شائع ہوئے، فرانس میں ۱۰۲۱۰، اور اطالی میں ۹۷۹ کتابیں اور رسالے شائع ہوئے، اس سال فلسفے پر سب سے زیادہ کتابیں (۵۷۰) فرانس نے شائع کیں، مذہبی کتابیں (۱۱۵)، سب سے زیادہ مغربی جرمنی میں شائع ہوئیں، سائنس پر فرانس (۹۶۷) نے سب سے زیادہ کتابیں چھاپیں۔ اور ادب کی مختلف اصناف پر برطانیہ (۹۵۳۲) کا نمبر سب سے اول رہا، امریکہ (۲۲۳۳)، اس لحاظ سے دوسرے نمبر پر آیا۔

فلم: ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۵۲ میں ۳۶۸ طویل فلم تیار ہوئے۔ جاپان نے دوسرے نمبر پر (۲۶۱) فلم بنائے۔ گذشتہ دس سال سے بھارت دوسرے نمبر پر رہتا تھا۔ مگر ۵۲ میں بھارت نے صرف ۲۳۴ فلم بنا کر تیسرا درجہ حاصل کیا۔ اور برطانیہ نے ۱۱۷ فلم بنائے۔ جن کی تعداد اٹلی سے (۱۲۸) بھی کم تھی۔

ڈاکٹر: ریاستہائے متحدہ امریکہ اور نیوزی لینڈ میں ہر ساڑھے سات سو یا ۸۰۰ افراد کیلئے ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ اور انڈونیشیا میں ۶۵ ہزار انسانوں کے علاج کیلئے ایک ڈاکٹر میسر آتا ہے۔ دوسرے ملکوں میں ڈاکٹروں کی تعداد کا مندرجہ ذیل نقشے سے اندازہ ہو سکتا ہے: (۱) کیمائلا ملک: ہر کینیڈا ۱۲ ہزار پیر ۲ ہزار، بھارت ۶ ہزار، غلی میں ۲ ہزار ۳

سری لنکا: یو۔ س۔ اقوام متحدہ کے جمع کئے ہوئے اعداد و شمار کے مطابق ۵۲ میں تمام دنیا میں ۲۳ کروڑ ریڈیو سیٹ موجود تھے اور اس تعداد میں سے ۱۲ کروڑ سے زیادہ ریڈیو سیٹ صرف شمالی امریکہ کے گھروں کی رونق بنے ہوئے تھے۔ یورپ میں ہر گھر ڈیڑھ لاکھ ایک کروڑ ۶۰ لاکھ، جنوبی امریکہ میں ۵۰ لاکھ، اوشیانا میں ۲ لاکھ اور افریقہ میں ۲۰ لاکھ تھے، باقی کے ریڈیو سیٹ روس میں تھے دوسرے نفلوں میں شمالی امریکہ میں ہر ایک ہزار باشندوں میں ۱۵۵ افراد ریڈیو سیٹوں کے مالک تھے۔ ایشیا میں ایک ہزار افراد میں صرف ۱۲ کے پاس ریڈیو سیٹ موجود تھا۔ اور افریقہ میں ایسے لوگوں کی اوسط ایک ہزار میں صرف دس تھے۔

اخبار کا غلغلہ: اخباری کاغذ کی پیداوار ۵۲ میں روس کو چھوڑ کر ۳ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ اور ۳۷ کے مقابلے میں کاغذ کی پیداوار ۱۷ فیصد بڑھ گئی ہے۔ گزشتہ سال دنیا کے کاغذ کی پیداوار میں ۵۶ فیصد کاغذ کینڈا میں تیار ہوا تھا۔ ۱۱ فیصدی ریاستہائے متحدہ امریکہ میں، ۱۰ فیصدی فن لینڈ، ناروے اور سویڈن میں اور ۶ فیصدی برطانیہ میں۔

شہر میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اخباری کاغذ کی عالمی پیداوار کا ۶۰ فیصدی حصہ استعمال ہوا۔ اس کے بعد تدریج فرانس کینیڈا اور مغربی جرمنی کا نمبر ہے۔

اخباری بلین: ۵۲ میں دنیا میں سب سے زیادہ اخباریں اوسطاً برطانیہ میں تھے، جہاں ایک ہزار باشندوں میں ۹۱۵ ہر اخبار کا مطالعہ کرتے تھے اور سویڈن میں یہ تعداد ۴۹۰، کنگم میں ۴۴۷،



# کتابتیں اور فیکس

- تفسیر الشیعہ :** مصنفہ مولانا اختتام الدین۔ تفسیر الشیعہ ایک عجیب کتاب، معمولی سوجھ بوجھ والا بھی اس پر مکمل فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ صفحات ۴۷۴، قیمت چار روپے ۲۶/-
- تفسیر آیت مباہلہ :** مصنفہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی، نقل تعالوانہ اعیانہ اذواضاع کم النہ کی تفسیر آیت مباہلہ میں شیعہ اور اشیعوں کے بڑے مخالطہ کا ازالہ قیمت چار آنے ۲۶/-
- تفسیر آیت امامت :** مصنفہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی، قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تفسیر جن میں لفظ امام آیا ہے۔ ایضاً امامت پر سیر حاصل تبصرہ قیمت چار آنے ۲۶/-
- کشف التلبیس حصہ دوم، سوم :** جس میں فضائل صحابہ و دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے قیمت ۲۶/-
- علماء حق کے کارنامے :** ۱۸۵۷ء سے ۱۹۳۹ء تک علماء حق کے کارناموں کا تذکرہ قیمت ۲۶/-
- علماء ہند کی شاندار ماضی :** یہ کتاب کیا ہے پر گراںمایہ دینی اور سیاسی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے۔ سرودق، بلکین، مجلد قیمت ۴/۸/- روپے
- تفسیر آیت اولی الامر منکم :** مصنفہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی، آیت اطیعوا اللہ الیٰ کی تفسیر میں اشیعوں کے مخالطوں کا جواب قیمت چار آنے ۲۶/-
- غلام احمد نمبر :** اس کے پڑھنے سے کوئی معقولیت پسندانہ موقف منکر کے دعویٰ نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۱۰/-
- خطبات مولانا آزاد :** مولانا آزاد کے خطبات جمعہ و عیدین۔ قیمت ۱۶/-
- تحقیق متعہ، قیمت بھر، بدعات محرم، فضائل صحابہ :** مولانا بشیر احمد صاحب پسروری۔ مختصر رسائل میں نہایت احسن طریق پر تبصرہ مع حوالہ جات کیا گیا ہے، قیمت دس آنے ۱۰/-
- اہل حق کی تنظیم تعمیر :** مولانا در الحسن شاہ صاحب بخاری، اکابرین طہ کے بیانات وغیرہ قیمت ۲۶/۸/-
- افکار آزاد :** مرتبہ مولانا محمد عثمان صاحب فاروقی ایڈیٹر دزم قیمت دو روپے چار آنے ۲۶/۴/-
- ملکہ کا پتہ : مکتبہ خزائن انبصار و منیر برائے شمس اسلام ڈاک خانہ شمس اسلام بھیرہ (پاکستان)